سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2016

بدھ، 25۔ مئی 2016

(یوم الاربعاء، 17۔ شعبان المعظم 1437ھ)

سولھویں اسمبلی: اکیسواں اجلاس

جلد 21: شمارہ 14

1163

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 25۔ مئی 2016

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

عام بحث

پنشن فنڈ پنجاب کی سالانہ رپورٹ برائے 11-2010 اور 12-2011 پر بحث

ایک وزیر پنشن فنڈ پنجاب کی سالانہ رپورٹ برائے 11-2010 اور 12-2011 پر بحث کے لئے تحریک پیش کریں گے۔

1165

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا اکیسواں اجلاس

بدھ، 25۔ مئی 2016

(یوم الاربعاء، 17۔ شعبان المعظم 1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11:00 بجے زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور احمد چشتی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۱ يَعْلَمُ
مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ
السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ۲
وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ
لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ
فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا
فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۳ لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ
اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۴

سُوْرَۃُ سَبَاِ آیات 1 تا 4

سب تعریف اللہ ہی کو (سزاوار) ہے (جو سب چیزوں کا مالک ہے یعنی) وہ کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور آخرت میں بھی اسی کی تعریف ہے اور وہ حکمت والا (اور) خبردار ہے (1) جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو اس میں سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اُترتا ہے اور جو اُس پر چڑھتا ہے سب اُس کو معلوم ہے اور وہ مہربان (اور) بخشنے والا ہے (2) اور کافر کہتے ہیں کہ (قیامت کی) گھڑی ہم پر نہیں آئے گی۔ کہہ دو کیوں نہیں (آئے گی) میرے پروردگار کی قسم وہ تم پر ضرور آکر رہے گی (وہ پروردگار) غیب کا جاننے

والا (ہے) ذرہ بھر چیز بھی اس سے پوشیدہ نہیں (نہ) آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور کوئی چیز اس سے چھوٹی یا بڑی ایسی نہیں مگر کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے (3) اس لئے کہ جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے ان کو بدلہ دے۔ یہی ہیں جن کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے (4)

وما علینا الا البلاغ o

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

میرے آقا میرے لجپال مدینے والے
سب کے حالات بدل ڈال مدینے والے
صدقہ حسینؓ کا بھر دیجئے جھولی سب کی
سب کو کر دیجئے خوشحال مدینے والے
آل اطہار کے میں گیت ہمیشہ گاؤں
خوش رہے مجھ سے تیری آل مدینے والے
اپنی آنکھوں سے لگاؤں میں سنہری جالی
مجھ کو بُلوائیے ہر سال مدینے والے

سوالات

(محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال نمبر 3111 جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے لیکن اس سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اس سوال کو دیئے ہوئے دو سال چار ماہ ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس سوال کے علاوہ پانچ اور بھی سوالات ہیں جن کے جوابات آپ کے محکمہ کی طرف سے نہیں آئے لہٰذا اس کو explain کریں کہ جوابات کیوں نہیں آئے؟ اس کی انکوائری کیجئے اور آئندہ اجلاس میں جب آپ کے محکمہ کا نمبر آئے گا تو آپ کو پوری طرح سے یہ بتانا پڑے گا کہ ان کے خلاف آپ نے کیا کارروائی کی ہے اور ذمہ داری کیسے fix کی ہے، یہ آپ ہمیں ایوان میں آکر بتائیں گے؟ باقی پانچ سوالات ہیں ان کے جوابات بھی نہیں آئے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! جب تک آپ سخت action نہیں لیں گے اس وقت تک ایسے ہی چلتا رہے گا۔

جناب سپیکر: جی، میں نے اُن کو کہہ دیا ہے۔I told him, I would take action

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ روٹین میں شروع ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے ایک request کرنا چاہوں گا۔ یہ میرا پہلا سوال ہے اور اگر آپ دیکھیں تو اس کو اڑھائی سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے دیکھ لیا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اس سوال کو kindly کمیٹی کو refer کر دیا جائے تاکہ وہاں action ہو۔

جناب سپیکر: نہیں۔ایسے نہیں ہو گا۔ میں نے اُن کو کہہ دیا ہے اور اگر refer کرنا پڑا تو بعد میں دیکھیں گے۔اگلا سوال نمبر 6074 ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ذرا مہربانی کر کے ہمت کریں کیونکہ یہ معاملہ ٹھیک نہیں ہے کہ اتنے اتنے عرصے سے سوال پڑے رہیں اور اُن کا جواب ہی نہ آئے۔ کم از کم آپ سوالوں کے جواب تو دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: کیا آپ پر یہ پابندی ہے کہ جواب نہیں دینا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ کا حکم سَر آنکھوں پر ہے۔

جناب سپیکر: میں چھ سوالوں کی بات آپ سے کر رہا ہوں لیکن اب ڈاکٹر سید وسیم اختر کا سوال آ رہا ہے اس کا جواب دیجئے گا۔ جی، شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 6074 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ بھر میں کنٹریکٹ ملازمین کو ریگولر کرنے سے متعلقہ تفصیلات

*6074: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ بھر میں کنٹریکٹ ملازمین گریڈ 1 تا 15 کو ریگولر کرنے کے لئے پالیسی، نوٹیفکیشن تاریخ یکم مارچ 2013 کی روشنی میں جاری ہوا ہے؟

(ب) صوبہ بھر کے کون کون سے محکموں نے مذکورہ نوٹیفکیشن پر عملدرآمد کرتے ہوئے کتنے ملازمین کو ریگولر کیا ہے، محکمہ وار رپورٹ پیش کریں؟

(ج) جن محکموں اور دفاتر نے اپنے کنٹریکٹ ملازمین کو ریگولر نہیں کیا کیا وہ نوٹیفکیشن پر عملدرآمد کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ صوبہ بھر میں کنٹریکٹ ملازمین (گریڈ ایک تا15) کو ریگولر کرنے کے لئے پالیسی نوٹیفکیشن یکم مارچ2013 کو جاری ہوا ہے۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جن محکموں نے متذکرہ نوٹیفکیشن پر عمل کرتے ہوئے کنٹریکٹ ملازمین کو ریگولر کیا ہے ان کی محکمہ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ بالا نوٹیفکیشن پنجاب بھر کے تمام سرکاری محکموں میں عملدرآمد کے لئے جاری کیا گیا ہے سوائے پراجیکٹ کنٹریکٹ ملازمین۔ تاہم نوٹیفکیشن پر عملدرآمد نہ ہونے کی وجوہات ہر جگہ مختلف ہو سکتی ہیں۔ جن میں ملازمین کی عمر، تعلیم اور ڈومیسائل سے متعلقہ کاغذات کی عدم دستیابی و تصدیق وغیرہ شامل ہیں کیونکہ مذکورہ بالا نوٹیفکیشن پنجاب سول سرونٹ ایکٹ اور رولز1974 کی چند شرائط (جو کہ نوٹیفکیشن مذکورہ میں درج ہیں) سے مشروط ہے۔ بہر حال ہر ایک محکمہ میں اس پر عملدرآمد کے لئے تگ و دو جاری ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جز (ج) کے حوالے سے میرا ضمنی سوال ہے۔ انہوں نے کچھ محکموں کی نشاندہی کی ہے جس طرح لٹریسی اینڈ نان فارمل بیسک ایجوکیشن، پبلک پراسیکیوشن، پنجاب پبلک سروس کمیشن، ہیومن ریسورس، ہوم ڈیپارٹمنٹ اور فنانس ڈیپارٹمنٹ میں ایڈہاک یا کنٹریکٹ ملازمین کو ریگولر کیوں نہیں کیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): ہوم اور دوسرا محکمہ کون سا ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے تین چار محکمے گنوائے ہیں۔ شاہ صاحب! آپ دوبارہ بتا دیں کیونکہ وہ سوالات دیکھ رہے تھے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! لٹریسی اینڈ نان فارمل بیسک ایجوکیشن، پبلک پراسیکیوشن، پنجاب پبلک سروس کمیشن، ہیومن ریسورس، ہوم ڈیپارٹمنٹ، گورنر سیکرٹریٹ اور فنانس ڈیپارٹمنٹ ہیں۔ میں نے ان سے ضمنی سوال یہ کیا ہے کہ ان محکموں کے لوگوں کو regularize کیوں نہیں کیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! معزز ممبر کے جز (ج) کا جواب ذرا ملاحظہ فرما لیں اور اگر کہتے ہیں تو میں پڑھ بھی دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، یہ جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا گیا ہے۔ اب آپ اُن کے ضمنی سوال کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس وقت پنجاب کے اندر ہمارے کنٹریکٹ کے ملازمین جو اس پالیسی کے اندر آتے ہیں اُن کی کل تعداد 14 ہزار 956 ہے جن میں سے مختلف محکموں، attached محکموں اور مختلف پراجیکٹس میں اس وقت کنٹریکٹ پر ملازمین کام کر رہے ہیں اُن تمام کی علیحدہ علیحدہ تفصیل ہم نے جواب کے ساتھ دے دی ہے۔

MR SPEAKER: Order please, order please.

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس نوٹیفکیشن کے تحت جن لوگوں کو regularize کر دیا ہے اُن کی تعداد بھی بتا دی ہے اور باقی 4019 رہتے ہیں جبکہ 10 ہزار 937 ملازمین کو ہم نے ریگولر کر دیا ہے۔ جو 4019 ملازمین رہتے ہیں اُن میں کچھ لوگوں کے documents کی تصدیق ہے، کچھ لوگوں کے ڈومیسائل کی تصدیق ہے اور کچھ لوگوں سے documents مانگے گئے ہیں جنہوں نے ابھی تک ہمیں نہیں پہنچائے جبکہ تمام محکموں کے جو competent لوگ ہیں وہ اس process کو تیز کر رہے ہیں۔ ہم نے اس پر direction دیتے ہوئے ایک افسر کو مقرر کر دیا ہے جو ان کو follow up کرے گا اور ہم بہت جلد ان کا ریگولر کا کیس مکمل کر دیں گے۔ جن لوگوں کا بنتا ہو گا اُن کو ہم within three months مکمل کر لیں گے اور جو اس معیار پر پورا نہیں اترتے ہوں گے اُن کو as per law/policy جواب دے دیں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! انہوں نے جواب کی تفصیل میں دو تین خانے بنائے ہوئے ہیں، ایک regularized اور ایک yet to be regularized کے بنائے ہوئے ہیں جس کی تعداد بھی انہوں نے پڑھ دی ہے حالانکہ میں نے چار پانچ specific محکموں کے بارے میں سوال کیا تھا۔ منڈا صاحب باصلاحیت آدمی ہیں جنہوں نے اس کو پڑھ کر، جوڑ توڑ کر اور اوپر نیچے کر کے جواب دے دیا ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ کو جواب اچھا نہیں لگا؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اچھا لگا ہے اور میں نے تعریف کر دی ہے۔

جناب سپیکر: اب انہوں نے صحیح بات کر دی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جیسا کہ منڈا صاحب نے بتایا ہے کہ ہم 4019 ملازمین کو تین ماہ کے اندر اندر regularize کر دیں گے۔

جناب سپیکر: جو معیار پر پورا اترتے ہوں گے اُن کو rules and regulations کے مطابق regular کریں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس کو سمجھتا ہوں کہ rules and regulations کے مطابق ہی regularize ہوں گے لیکن میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ میری ذاتی معلومات کے مطابق کیونکہ میں ایس اینڈ جی اے ڈی اور فنانس ڈیپارٹمنٹ میں بھی جاتا رہتا ہوں تو ڈیڑھ سو کے قریب ایسی categories ہیں جو کہ محروم رہ گئی ہیں۔ پچھلے دنوں آل پاکستان کلرک ایسوسی ایشن نے کافی محنت کی تو وزیر اعلیٰ نے ان کے گریڈ اپ گریڈ کئے ہیں جو کہ بہت اچھا کیا ہے اور میں اس کی تحسین کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ عباسی صاحب سے پوچھ لیں کہ آپ کو یہ بات کہنی چاہئے یا نہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جی،

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب کی تحسین والی بات پر clapping ہو جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ہماری اسمبلی کا بھی کچھ کام اس طرح رہ گیا ہے اور باقی جو ڈیڑھ سو کے قریب categories رہ گئی ہیں، کیا آنے والے بجٹ میں left over categories جس میں پیرا میڈیکل سٹاف کے لوگ بھی شامل ہیں، اس کو انشاء اللہ regularize کر دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، منڈا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! Regularize کرنے کی جو پالیسی competent authority نے notify کی ہے،

اس کے ambit میں اس کے دائرہ اختیار کے اندر جو جو لوگ آتے ہوں گے ان کا انشاء اللہ تعالیٰ تین مہینوں کے اندر فیصلہ کر دیں گے، جو اہل ہوں گے، جن کے documents پورے ہوں گے، جو اس معیار اور terms & conditions کو fulfill کرتے ہوں گے انہیں ہم regularize کر دیں گے۔ جو رہ جائیں گے جن کا کیس اس معیار کے ambit یا اس کے دائرہ اختیار میں نہیں آتا انہیں ہم intimate کر دیں گے۔ رہی بات پنجاب اسمبلی کی تو ڈاکٹر صاحب میرے سے زیادہ سینئر ہیں اور انہیں بھی پتا ہے کہ پنجاب اسمبلی کے ملازمین ایس اینڈ جی اے ڈی کے ملازمین نہیں ہیں اور وہ ایس اینڈ جی اے ڈی کے under نہیں آتے بلکہ وہ ایک independent ادارہ کے ملازمین ہیں جو کہ جناب سپیکر کے زیر سایہ کام کرتے ہیں جنہیں جناب نے regular کرنا ہے اور وہ ہمارے ذمہ نہیں ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اس کے بارے میں اگر مجھ سے پوچھیں گے تو میں آپ کو علیحدگی میں بتا دوں گا اور جب آپ کا جی چاہے مجھ سے پوچھ لینا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی کے جو ملازمین ابھی ریگولر نہیں ہوئے تو اس حوالے سے بطور ممبر پنجاب اسمبلی ہماری بھی گزارش ہو گی کہ ان کا کیس بھی فوری طور پر proceed کرنا چاہئے، expedite کرنا چاہئے اور اسی طرح انہیں بھی ریگولر کرنا چاہئے۔ شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں انہیں ساتھ ہی یہ بھی کہہ دوں گا کہ محکمہ شہری دفاع کے ڈرائیور اور نائب قاصد اٹھارہ اٹھارہ، بیس بیس سال سے daily wages پر کام کر رہے ہیں۔ Daily wages کا بڑا عجیب وغریب طریق کار ہوتا ہے کہ 89 days کے آرڈر کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! اپنے ادارے کی آپ بات کریں اور دوسروں کو نہ چھیڑیں۔ آپ اپنی بات کریں اور وہ آپ سے پوچھ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! Daily wages، کنٹریکٹ ملازمین اور ریگولر ملازمین three independent different categories ہیں اور daily wages تو ہوتے ہی جز وقتی کام کے لئے ہیں یعنی جب ضرورت ہوتی ہے تو تب انہیں terms & conditions پر offers کی جاتی ہیں جنہیں وہ

accept کرتے ہیں تو ان کو پھر ملازم رکھا جاتا ہے۔ ان کو regular کرنے کا کوئی استحقاق as per policy and as per law نہیں ہوتا۔ اگر کوئی ایسی بات ہے تو یہ نیا سوال دے دیں جس کا ہم جواب دے دیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ آخری بات کر رہا ہوں اور گزارش یہ ہے کہ daily wages پر رکھنے کا طریق کار یہ کرتے ہیں کہ اسے 89 days کے لئے رکھتے ہیں اور ایک دن کا وقفہ ڈال کر پھر ان کے order کر دیتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، پھر extend کر دیتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پھر اس کو 89 days کے لئے کر دیتے ہیں۔ جس طرح معزز پارلیمانی سیکرٹری چودھری علی اصغر منڈا نے ماشاء اللہ بڑے خوبصورت طریقے سے حالات و واقعات، ہاتھ اوپر اور نیچے کر کے ساری پوزیشن بتائی ہے تو یہ اس طرح دو نمبری کرتے ہیں اور غریب بے چارے کا استحقاق مر جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اب وہ اگر احتجاج کرے گا تو اس کے لئے you are hereby relieved from this department پروانہ تیار کرنے میں ایک منٹ لگے گا کیونکہ وہ بے چارہ daily wages پر ہوتا ہے۔ وہ اپنا رونا کہیں رو نہیں سکتا اور یہ اسمبلی اسی لئے بنی ہے جہاں پر میں نے point out کیا ہے۔ ٹھیک ہے وقتی طور پر آپ کو ضرورت پڑی، دو ماہ کے لئے، تین ماہ کے لئے اور چھ ماہ کے لئے رکھ لیں لیکن بیس بیس سال کے لئے یہ جو دھوکا دہی اور دو نمبری ان کے ساتھ ہوتی ہے کہ 89 days ایک دن کا وقفہ پھر 89 days اور پھر یہ سلسلہ سالہا سال چلاتے ہیں تو معزز پارلیمانی سیکرٹری اس practice کو کب ختم کریں گے؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ اس سلسلے میں قانون سازی کروائیں ناں۔ آپ legislation کروالیں۔ اگلا سوال نمبر 6975 جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے اس سوال کا جواب نہیں آیا اس لئے اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 7210 محترمہ شُنیلا رُوت کا ہے اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ) کا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 7238 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور:۔ جی او آر III کی رہائش گاہوں سے متعلقہ تفصیلات

*7238: جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جی او آر III لاہور میں کتنی رہائش گاہیں ہیں۔ یہ کس کس گریڈ کے ملازمین کو الاٹ کی جا سکتی ہیں؟

(ب) ان رہائش گاہوں میں رہائش پذیر ملازمین کے نام، محکمہ مع عہدہ و گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل بتائیں؟

(ج) اس وقت کس کس رہائش گاہ میں کون کون سے افراد غیر قانونی رہائش پذیر ہیں، ان کے نام، رہائش کا نمبر اور وہ کب سرکاری ملازمت سے ریٹائرڈ ہوئے ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس کالونی میں کافی رہائشی ایسے ہیں جو کہ غیر قانونی طور پر توسیع لے کر رہائش پذیر ہیں اور مزید توسیع کے لئے ان کے کیس اتھارٹی کے پاس ہیں؟

(ہ) کیا حکومت حاضر سروس ملازمین کی بہتری اور ان کو رہائش گاہوں کی فراہمی کے لئے ایسی غیر قانونی توسیع میں مزید ایکسٹنشن نہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):

(الف) جی او آر۔ III، شادمان میں کل 310 رہائش گاہیں، جن میں سے کیٹیگری۔ بی کی 114 اور کیٹیگری۔ سی کی 196 رہائش گاہیں ہیں۔ یہ رہائش گاہیں الاٹمنٹ پالیسی، ایس اینڈ جی اے ڈی (ترمیم شدہ۔ 2009) کے Appendix–IV میں مندرج عہدہ کے افسران کو الاٹ کی جاتی ہیں، جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جن کو مجاز اتھارٹی نے مزید رہائش کی اجازت دی ہوئی ہے وہ غیر قانونی رہائش کنندہ میں شمار نہیں ہوتے اور اس ضمن میں مجاز اتھارٹی نے جن کو مزید رہائش کی اجازت دی ہے ان کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) سب کو توسیع نہیں دی جاتی۔ البتہ بعض رہائش کنندگان کے peculiar circumstances کو مدنظر رکھتے ہوئے بمطابق قانون مجاز اتھارٹی توسیع دیتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نیچے جز(ہ) سے شروع کرنا چاہتا ہوں کہ کون سے حالات ہیں جن کی وجہ سے توسیع دی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منڈا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جن لوگوں کی الاٹمنٹ کے عرصہ میں extension کی جاتی ہے وہ case to case vary کرتی ہے for example ایک ملازم ریٹائرڈ ہوا اور اس کے فوری بعد۔۔۔

جناب سپیکر: Advocate Vs Advocate چلیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): اللہ مہربانی کرے گا۔ ایک سرکاری ملازم ریٹائرڈ ہوا تو اس کے ریٹائرڈ ہونے کے تھوڑے دن بعد ہی، اس کا چھ ماہ کا عرصہ ابھی پورا نہیں ہوا جو کہ اس کا compulsory عرصہ ہے جس میں اس نے vacate کرنا ہوتا ہے، اس کی وفات ہو جاتی ہے تو اس کی بیوہ کو ایسے حالات میں competent authority بلکہ ACS صاحب یا کوئی scale wise وزیراعلیٰ اس کی authority بنتے ہیں تو انہیں case refer ہوتا ہے۔ اس کے circumstances کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے انتہائی اہم وجوہات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کو consider فرماتے ہوئے ہمدردانہ غور کرتے ہوئے انہیں ایک مناسب وقت تک توسیع دی جاتی ہے۔ کوئی ساری زندگی کے لئے، کوئی لامحدود یا لامتناہی وقت کے لئے توسیع نہیں دی جاتی بلکہ وہ بھی چار، چھ مہینے یا سال کے لئے ہوتی ہے جو کہ ضرورت کے تحت ہوتی ہے جسے آپ Carlson theory بھی کہہ لیں یا نظریہ ضرورت بھی کہہ لیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ دیئے گئے annexure کے صفحہ 11 پر سیریل نمبر 221 میں مسز پروین ریاض حسین ایسوسی ایٹ پروفیسر (ریٹائرڈ) کے آگے remarks میں لکھا ہے کہ:

> She was granted extension up to 06-08-2015 in compliance of CM's direction her request for further three years, extension was regretted by the Chief Minister thus she is illegal occupant of the said residence

w.e.f 07-08-2015 Vacation Notice was issue to her on 07-10-2015 instead of vacating the residence. She has filed writ petition in Lahore High Court Lahore and had obtained the stay order. Hence the matter is subjudice

جناب سپیکر! یہ میں نے اس لئے پڑھا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اگر کوئی contempt کا notice آئے گا تو انشاء اللہ آپ کو ہی آئے گا اور مجھے اس میں ملوث نہ کریں۔ مہربانی کریں اور ذرا سوچ سمجھ کر بات کریں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں صرف آپ کی تھوڑی سی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! Matter is subjudice in the court

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کی صرف توجہ دلانا چاہتا ہوں اور بالکل ہائی کورٹ میرے لئے اور آپ کے لئے بلکہ سب کے لئے معزز ہے۔ اس لسٹ میں آدھے کیسز اسی طرح ہیں اور اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک ایک پڑھ کر بتا دیتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی نہیں، اتنا وقت میرے پاس نہیں ہے۔ آپ ضمنی سوال کریں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ایک آدمی کا حق بنتا تھا، انہوں نے پہلے extension بھی لے لی اور پھر جب یہاں سے regret case ہو گیا تو انہوں نے وہاں کسی نہ کسی عدالت سے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ تو آپ نے پڑھ دیا اور اب دوبارہ اس کو نہ چھیڑیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ جن لوگوں کو ان کی جگہ کے الاٹمنٹ آرڈر ہو چکے ہیں جب vacation ہو گی تو اگلا بندہ آئے گا جس کے الاٹمنٹ آرڈر ہو چکے ہیں تو اس پر یہ کب تک عملدرآمد کروائیں گے، ان کیسز کا کیا status ہے اور انہیں کس طرح pursue کرنا ہے؟

جناب سپیکر: منڈا صاحب! آپ یہ کیس ان کو دے دیں ہائی کورٹ سے یہ خود نمٹیں گے۔ آپ کیس ان کے حوالے کریں یہ پیروی کرائیں گے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! میرا سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر:آپ کیا سوال کر رہے ہیں اور وہ کیا جواب دیں، کیا آپ عدالت کو پابند کر سکتے ہیں؟ It is not possible for you and me. نہیں کوئی ضمنی سوال نہیں بنتا۔ آپ کوئی اور ضمنی سوال کریں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جن لوگوں کو next الاٹمنٹ ہوئی ہے انہیں کب تک یہ possession دے دیں گے؟

جناب سپیکر:اگر عدالت میں case ہو گا تو۔۔۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! نہیں۔ Court کے علاوہ بھی cases ہیں۔

جناب سپیکر:جی، ٹھیک ہے وہ بتا دیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! معزز ممبر کے متعلق جیسے آپ نے فرمایا تو مجھے بھی تھوڑا سا اندازہ ہے کہ یہ law کے student ہیں جناب بھی ہیں اور میں بھی ہوں تو جناب نے بڑی اچھی وضاحت فرمائی ہے۔ میں اتنی عرض ضرور کروں گا کہ ایک female جو کہ Government Officer تھیں نے اپنے peculiar circumstances کی بنیاد پر وزیر اعلیٰ سے extension مانگی تو حالات و واقعات کو مد نظر رکھتے ہوئے وزیر اعلیٰ نے extension دے دی اور جب اس نے further extension مانگی تو حالات اور پالیسی اجازت نہیں دیتی تھی تو انہوں نے نہیں دی۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کے اس طرح کے decisions قابل ستائش ہیں۔

جناب سپیکر! پھر اگر ایک claimant عدالت عالیہ میں چلا گیا ہے اور عدالت نے stay کیا ہوا ہے تو جو matter pending ہے Honourable Court میں اُس کو ہم اسمبلی floor پر discus بھی نہیں کر سکتے، ہم اُس کو پوری توجہ کے ساتھ follow up کر رہے ہیں، ہمارے لاء آفیسر اُس کو پوری طرح follow up کر رہے ہیں جو کیسز عدالت سے stay order کی وجہ سے pending ہیں اور الاٹمنٹ رکی ہوئی ہے اُس پر عملدر آمد نہیں ہو رہا۔ میں آپ کو اسمبلی floor پر ہی یہ undertaking دیتا ہوں کہ ہم پوری دیانتداری کے ساتھ، پوری consultation کے ساتھ، پوری تندہی کے ساتھ ہم اُن کے stay کو vacate کروانے کے لئے، اُن کیسز کو dispose of کروانے کے

لئے قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے مکمل پیروی کریں گے اور جلد از جلد جو الاٹیز ہیں اُن کو گھروں کا قبضہ دلائیں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ تھا۔۔۔

جناب سپیکر: ہم نے آپ کا سوال سن لیا ہے انہوں نے جواب بھی دے دیا ہے آگے بھی معزز ممبران کے سوال ہیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! منڈا صاحب ایڈووکیٹ ہیں میرے اُستاد بھی ہیں میں صرف آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کا اُستاد کون ہو سکتا ہے؟ میں نہیں سمجھتا یہ آپ کے اُستاد ہیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ بھی ہیں۔

جناب سپیکر: میں تو اُستاد نہیں ہوں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ دوسرے معنوں میں اُستاد کہہ رہے ہیں اُس معنوں میں نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: کچھ بھی معنے ہوں بہر حال میں ان کا اُستاد ہوں اور نہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں ان کا اُستاد ہوں میں تو اس بات کو نہیں مانتا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں تو شاگرد ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ ایسی بات نہ کریں

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! صفحہ نمبر 4 سیریل نمبر 18 پر تھوڑی سی توجہ دلانا چاہتا ہوں 18 نمبر سیریل پر کوئی stay order نہیں ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو ریٹائرڈ ہو گئے ہیں اور جن کی جگہ پر کسی اے بی سی ڈی نے آنا ہے تو اُن کو ایک الاٹمنٹ ہوئی ہے یہ کب تک اس پر عملدرآمد کروادیں گے؟

جناب سپیکر: جی، وہ قانون قاعدے کے مطابق کہہ رہے ہیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!الاٹمنٹ ہو چکی ہے اور اُس پر کوئی stay order بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر:جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!وہ سیریل نمبر 18کے بارے میں کہہ رہے ہیں اس کے بارے میں ان کو بتادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہم اپنی الاٹمنٹ پالیسی پر بڑی سختی سے عملدرآمد کر رہے ہیں اور اُس پر کاربند ہیں۔ یہ جو ہمارا جواب ہے یہ اُس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اگر تو اس میں کوئی عدالتی stay نہ ہو اور ہمارے ریکارڈ کے مطابق جو میرے پاس انفارمیشن ہے stay نہیں ہے تو ہم جلد از جلد پالیسی کے مطابق within one month اُس کا قبضہ دلوادیں گے اور اگر کوئی عدالتی حکم آڑے آیا جس کے ہم سب پابند ہیں عدالتوں کا احترام ہم سب پر لازم ہے اگر کوئی عدالت کا stay آڑے نہ آیا تو ہم within one month اس کا قبضہ دلوادیں گے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!بہت شکریہ

جناب سپیکر:آپ کا بھی بہت شکریہ مہربانی۔ اگلا سوال نمبر 5588 محترمہ خدیجہ عمر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس کو وقفہ سوالات کے ختم ہونے تک pending کیا جاتا ہے۔ اگر وہ اس دوران آگئیں تو اس سوال کو take up کرلیں گے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!سوال نمبر 6200 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال 2009 سے اب تک تعینات ہونے والے سیکرٹری قانون سے متعلقہ تفصیلات

*6200:ڈاکٹر سید وسیم اختر:کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اکتوبر 2009 سے اب تک کون کون سے آفیسرز بطور سیکرٹری قانون کے عہدے پر تعینات رہے ہیں، کیا موجودہ سیکرٹری قانون کو ریٹائرمنٹ کے بعد re-employed تعینات کیا گیا ہے؟

(ب) موجودہ سیکرٹری قانون کتنے عرصہ سے تعینات ہے، اس کو کتنی بار extension کس قانون کے تحت دی گئی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) موجودہ سیکرٹری قانون کو کون کون سی مراعات (تنخواہ، پٹرول، گاڑی وغیرہ) دی جارہی ہے، package کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(د) موجودہ سیکرٹری قانون re-employed سے قبل اس کی ریٹائرمنٹ کون سے سکیل میں اور کون سی تاریخ کو ہوئی، ریٹائرمنٹ کے وقت، سکیل، مراعات کون سی کمیٹی نے منظوری کی مکمل مراعات کی تفصیل فراہم کی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):

(الف) مئی 2009 سے قبل محکمہ قانون میں سیکرٹری اور دیگر افسران حاضر سروس عدالتی افسران مقرر کئے جاتے تھے تاہم مئی 2009 میں سپریم کورٹ کے پالیسی ساز ادارے نے یہ فیصلہ کیا کہ آئندہ کوئی حاضر عدالتی افسر حکومت کے کسی عہدہ پر بشمول محکمہ قانون میں خدمات سرانجام نہیں دے گا۔ اس پالیسی کے نتیجے میں مئی 2009 کے آخر میں یکمشت تمام عدالتی افسران محکمہ قانون سے چلے گئے اور محکمہ قانون میں مکمل طور پر افسران کا خلا پیدا ہو گیا۔ سیکرٹری قانون کی تقرری کے لئے حکومت نے ایک اعلیٰ سطحی سرچ کمیٹی بنائی۔ روزنامہ "نوائے وقت" اور روزنامہ "دی نیوز" میں اشتہارات شائع کئے گئے۔ ان اشتہارات کے جواب میں بارہ امیدواران نے سیکرٹری قانون کے عہدہ کے لئے درخواستیں جمع کروائیں۔ کمیٹی نے متفقہ طور پر چار امیدواران کو منتخب کیا اور وزیراعلیٰ پنجاب سے سفارش کی کہ ان میں سے چاروں امیدواران کے انٹرویو کئے اور 09۔10۔15 کو ڈاکٹر سید ابوالحسن نجمی کو بطور سیکرٹری قانون تعیناتی کی منظوری دی۔ موجودہ سیکرٹری قانون کو re-employ نہ کیا گیا ہے بلکہ ان کی تقرری صاف اور شفاف طریقہ سے مارکیٹ سے تقابلی بنیادوں پر بذریعہ اشتہار اخبارات اور اعلیٰ سطحی کمیٹی کے ذریعے کی گئی ہے۔

جون 2009 سے لے کر 18۔اکتوبر 2009 تک مسٹر فرحان عزیز خواجہ اور مسٹر منصور قادر کے پاس سیکرٹری قانون کا اضافی چارج رہا ہے 2009۔10۔19 کو موجودہ سیکرٹری قانون نے عہدہ سنبھالا۔

(ب) ابتدائی طور پر یہ تقرری 2 سال کے لئے اکتوبر 2009 میں کی گئی اور پھر دو مرتبہ 2، 2 سال کے لئے ان کی تقرری میں توسیع کی گئی۔ یہ تقرری ان کی خدمات اور قابلیت کے پیش

نظر Contract Appointment Policy کے تحت کی گئی۔ موجودہ سیکرٹری قانون کی مدت ملازمت 2015۔10۔18 تک ہے۔

(ج) موجودہ سیکرٹری قانون کو MP-I سکیل دیا گیا ہے اور وہ اس سکیل کے مطابق ہی تنخواہ، ہاؤس رینٹ، اور یوٹیلٹی الاؤنس وصول کر رہے ہیں۔ اس سکیل کی باقی مراعات بھی انہیں حاصل ہیں۔ بمطابق سکیل وہ 1600cc گاڑی استعمال کرنے کے مجاز ہیں تاہم ان کے استعمال میں 1300cc گاڑی ہے جس کا نمبر LEG۔1002 (ماڈل 2012) ہے ماہانہ پٹرول کی حد 340 لٹر ہے۔ طبی مراعات اور رخصت دوسرے افسران کی طرح قانون کے تحت انہیں حاصل ہیں کیونکہ ان کی تقرری بطور سیکرٹری pensionable نہیں اس لئے ہر سال کے اختتام پر ایک ماہ کی تنخواہ کے برابر گریجویٹی دی جاتی ہے۔ تاہم بطور ریٹائرڈ سیکرٹری اسمبلی وہ پنشن کے حقدار ہیں حکومت اور سیکرٹری قانون دونوں ایک ماہ کے نوٹس پر کنٹریکٹ منسوخ کر سکتے ہیں یا ایک ماہ کی تنخواہ کے برابر ادائیگی کے عوض فوری طور پر سبکدوش ہو سکتے ہیں۔

(د) جز (د) کا تعلق حکومت پنجاب سے نہ ہے اس کے متعلق معلومات اسمبلی سیکرٹریٹ میں میسر ہوں گی۔

محکمہ قانون نے سیکرٹری اسمبلی کو مورخہ 15۔06۔26 کو تحریر کر دیا تھا کہ پنجاب اسمبلی کے قواعد وانضباط کار 1997 کے قاعدہ 59 کے تحت اسمبلی سیکرٹریٹ سے متعلقہ سوالات کی بابت استفسار نہیں کیا جا سکتا للہذا اس جز کو ناقابل پذیرائی قرار دیا جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اس میں تھوڑا سا میں آپ کو گزارش کرتا ہوں کہ اس سوال کے جز (د) میں جو آپ نے بات پوچھی ہے اس کے متعلق معلومات میرے پاس ہیں میں آپ کو اپنے آفس میں بتا دوں گا اگر آپ تشریف لے آئیں، پنجاب اسمبلی کے قواعد وانضباط کار 1977 کے قاعدہ 59 کے مطابق اس کو یہاں discuss نہیں کیا جا سکتا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ٹھیک ہے آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ رولز کے مطابق ہے ورنہ میں یہاں پر ابھی ضمنی سوال کرنے والا تھا ماہ اپریل 2012 کو فنانس کمیٹی کی آپ کی سر براہی میں میٹنگ ہوئی اُس پر عملدرآمد نہیں ہوا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا اس بارے میں پھر بیٹھ کر بات کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ جی، اگلا سوال محترمہ نگہت شیخ کا ہے

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! On her behalf

جناب سپیکر: On her behalf جی، سوال نمبر بولیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 6423 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ نگہت شیخ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: سرکاری رہائش گاہوں پر ناجائز قابضین سے متعلقہ تفصیلات

***6423: محترمہ نگہت شیخ:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 14-2013 کے دوران چوبرجی گارڈن اسٹیٹ اور وحدت کالونی لاہور کے علاوہ دیگر سرکاری کالونیوں میں مذکورہ بالا عرصہ کے دوران اسٹیٹ آفیسر، مجسٹریٹ اور متعلقہ انسپکٹر نے کتنی دفعہ ناجائز قابضین سے رہائش گاہیں خالی کروانے کے لئے آپریشن کئے، اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لاہور میں موجود تمام سرکاری رہائش گاہوں میں اس وقت متعدد رہائش گاہیں ایسی ہیں جو ناجائز قابضین کے پاس ہیں، حکومت مذکورہ رہائش گاہیں کب تک خالی کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):

(الف) اسٹیٹ آفیسر صاحب، مجسٹریٹ صاحب اور متعلقہ عملہ سرکاری کالونیوں کا دورہ کرتے رہتے ہیں۔ چوبرجی گارڈن اسٹیٹ اور وحدت کالونی لاہور کے علاوہ دو سرکاری کالونیوں یعنی پونچھ ہاؤس کالونی اور جوہر ٹاؤن کالونیوں میں مذکورہ سالوں کے دوران خالی کروائی گئی رہائش گاہوں کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کسی بھی ناجائز قابض کے خلاف پالیسی / قانون کے تحت بید خلی کی کارروائی شروع کر دی جاتی ہے البتہ 73 سرکاری رہائش گاہوں پر ناجائز قابضین رہائش پذیر ہیں جن میں سے 54 ناجائز قابضین نے مختلف عدالت ہائے سے حکم امتناعی حاصل کئے ہوئے ہیں تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ایسے قابضین کے معاملات میں اسٹیٹ آفس عدالتوں میں

مکمل پیروی کرنے کے بعد ضروری کارروائی عمل میں لاتا ہے جبکہ 19 ملازمین کی مدت میعاد ختم ہونے کے بعد بید خلی کی کارروائی جاری ہے جس کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال کے جز (ب) میں یہ بتایا گیا ہے کہ کسی بھی ناجائز قابض کے خلاف پالیسی / قانون کے تحت بید خلی کی کارروائی شروع کر دی جاتی ہے البتہ 73 سرکاری رہائش گاہوں پر ناجائز قابضین رہائش پذیر ہیں جن میں سے 54 ناجائز قابضین نے مختلف عدالت ہائے سے حکم امتناعی حاصل کئے ہوئے ہیں تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! جو Annexure-B دیا گیا ہے اُس میں 39 لوگوں کی تفصیل ہے تو یہ 54 باقی کہاں ہیں؟ کہا کچھ جا رہا ہے کیا کچھ جا رہا ہے، کون سی بات درست ہے کون سی بات غلط؟ یہ سائن شُدہ ہے اس کے اوپر stamp لگی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کیا فرما رہے ہیں؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! 39 کے اوپر stamp اور سائن کئے ہوئے ہیں اُس کے آگے کوئی missing نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اُن کو بتا دیں کیا وجہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جی، کیا کہا؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے 39 کی لسٹ دی ہے اور یہاں آپ نے 54 کہا ہے اُن کے بقول اس میں تضاد کیوں ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب کس سوچ میں پڑھ گئے ہیں۔ اب تو ان کے پاس بوٹی بھی آگئی ہے یہ ذرا ارشاد فرما دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! معزز ممبر اپنا ضمنی سوال repeat کر دیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! بڑی دیر بعد پوچھا ہے اُسی وقت پوچھ لیتے میں اُسی وقت کر دیتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! معزز ممبر نے اپنے ضمنی سوال میں دو باتیں کہہ دی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں بتاتا ہوں وہ جو کہہ رہے ہیں، آپ کہہ رہے ہیں کہ اُن کی تعداد 54 ہے اور وہ کہہ رہے ہیں کہ جو آپ نے لسٹ یہاں دی ہے وہ 39 کی ہے اتنی بات ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جو accurate تعداد وہ 39 ہے یہ 54 والی لسٹ پرنٹنگ میں کوئی clerical mistake ہے یہ 39 تعداد ہے۔۔۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ذرا اسی بات پر غور کر لیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس میں غور کرنے والی تو کوئی بات ہی نہیں ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں غور کرواتا ہوں۔ یہ کل تعداد 73 بتائی گئی ہے 54 اور 19 دو الگ الگ بتائے گئے ہیں ان دونوں کو ملائیں تو 73 بنتے ہیں اب یہ کس کس جھوٹ کو چھپائیں گے، کس کس غلطی پر اس طرح پردہ ڈالیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس میں غلطی والی کوئی بات ہی نہیں ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ پھر اُوپر سے شروع ہو جائیں اوپر جھوٹ ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہم بتا رہے ہیں جو اس وقت ناجائز قابضین ہیں وہ 73 ہیں اور جن کے عدالتوں میں کیس pending ہیں وہ 39 ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! باقی کہاں ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! باقی کے خلاف proceeding چل رہی ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! وہ تو انہوں نے کہا کہ 19 کے خلاف proceeding چل رہی ہے یہ لسٹ 19 کی ہے۔ کس کو کہیں گے دونوں لسٹیں ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جب یہ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے تو میں اسی floor پر یہ جو confusion ہے اسے دور کر دیتا ہوں، میں ابھی اس کی correction کر کے دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں کر لیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ correction کر لیں اور کر کے floor پر بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ابھی دے دیتا ہوں۔ یہ کارکردگی والی بات نہیں ہے یہ clerical mistake ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ mistake ہے ہی نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ابھی clear کرتا ہوں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! دوسرا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو کوئی بندہ ریٹائرڈ ہو جاتا ہے یا فوت ہو جاتا ہے تو اُس کو کتنی extension دی جا سکتی ہے؟ چھ ماہ تو اس کے پاس قانونی ہوتے ہیں، اس کے بعد کتنی مدت تک کی normal extension دی جا سکتی ہے یا دی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! چھ ماہ تو compulsory ملنے ہوتے ہیں۔ میں پھر عرض کروں گا کہ یہ case to case vary کرتا ہے۔ Competent authority ایڈیشنل چیف سیکرٹری صاحب اس پر چار، چھ مہینے اور سال تک extension دے سکتے ہیں۔ اس کے بعد اگر زیادہ ضروری ہو تو وہ کیس ہم وزیراعلیٰ کو refer کر دیتے ہیں۔ یہ case to case vary کرتا ہے۔ اگر ایک بیوہ عورت ہے اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور سرکاری ملازم اپنی ریٹائرمنٹ کے فوری بعد فوت ہو جاتا ہے، اس کے پاس کوئی source of income نہیں ہوتا اور اس کے پاس رہنے کے لئے کوئی گھر نہیں ہوتا تو اس طرح کے یہ special circumstances ہوتے ہیں۔ ان پر ہمدردانہ غور کرتے ہوئے، میرٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے اور

پالیسی کے دائرہ اختیار میں رہتے ہوئے وزیراعلیٰ کو رولز آف بزنس میں جو اختیارات حاصل ہیں ان کو استعمال کرتے ہوئے یہ پالیسی میں توسیع کرتے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ جو مدت دی جاتی ہے وہ بھی ختم ہو جائے تو اس کے بعد vacate کرانے میں اندازاً کتنا ٹائم لگ جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر اس میں عدالتی حکم نہ ہو تو پھر within days یہ کام کیا جاتا ہے۔ اس میں پالیسی کے مطابق ایک process ہوتا ہے کہ ان کو نوٹس دیا جاتا ہے، اس کے بعد ہمارا سپیشل جوڈیشل جسٹس موقع پر جا کر گھر خالی کرواتا ہے اور نئے الاٹی کے handover کر دیا جاتا ہے۔ اس میں کوئی لمبی چوڑی سائنس نہیں ہے بلکہ جو پالیسی میں mentioned ہے اس ٹائم کو ہم completely follow کرتے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اگر معزز پارلیمانی سیکرٹری کے بیان کو درست مان لیا جائے تو یہ انیس افراد۔۔۔

جناب سپیکر: اگر کا کیا مطلب ہے؟ ان کا بیان درست ہے قانون اور رولز کے مطابق کام کرتے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ریکارڈ کچھ اور کہہ رہا ہے۔ یہ انیس افراد کی فہرست ہے جو غیر قانونی الاٹی ہیں، جن کے کیس کہیں نہیں ہیں، جن کو دی گئی مدت ختم ہو گئی ہے اور ان کو سال سال، ڈیڑھ ڈیڑھ سال ہو گیا ہے۔ اگر ان کا ایک ماہ مان بھی لیا جائے تو پھر یہ ڈیڑھ سال سے کیسے بیٹھے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ لوگ جن کا ٹائم expire ہو گیا اور وہ ابھی تک illegal possession میں بیٹھے ہیں، ہم نے جز (ج) میں ایک ایک کی detail بیان کی ہے۔ یہ کوئی ایک کیس بتائیں میں انہیں اس کا update بتا دیتا ہوں، جو ہمارے پاس update تھی وہ ہم نے وضاحت کے ساتھ بیان کر دی ہے۔ عدالتوں میں جو کیس pending ہیں ان میں ہم پوری تندہی اور دیانت داری کے ساتھ follow up کر سکتے ہیں لیکن ہم عدالتوں کو compel نہیں کر سکتے کہ اس کیس کو آج ہی dispose of کریں۔ ہمیں بھی احساس ہے کہ حاضر سروس ملازم جو گورنمنٹ کو اپنی services deliver کر رہا ہے اور

ایک وہ آدمی جو ریٹائرڈ ہو گیا ہے اور اس کا استحقاق بھی ختم ہو چکا ہے وہ بیٹھا ہے یہ گھر تو ان لوگوں کو ملنا چاہئے جو عوام اور گورنمنٹ کو اپنی services دے رہے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس میں عدالت کا کوئی ذکر ہے اور نہ ہی میں عدالت کی بات کر رہا ہوں۔ یہ تو وہ لوگ ہیں جن کی extension ختم ہو گئی ہے اور ان کی detail دی ہوئی ہے۔ معزز پارلیمانی سیکرٹری کے بیان کے مطابق کہ ایک ماہ میں ختم ہو جاتا ہے تو انیس افراد کی لسٹ میں بہت سارے لوگ ایسے ہیں جن کے period کو ختم ہوئے سال سال ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہی کہہ رہا ہوں کہ اس کی ذمہ داری fix کریں اگر وہ ایک ماہ کے دوران نہیں ہوتا تو پھر کسی کے ذمہ لگائیں تاکہ جو لائن میں لگے ہوئے ان لوگوں کو بروقت قبضہ مل سکے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ جو 19 لوگ ہیں جن کی لسٹ ہم نے جز (ج) کے ساتھ لگائی ہوئی ہے ان کے خلاف جو جو کارروائی initiate کر رہے ہیں وہ تمام کی detail لگائی ہوئی ہے۔ یہ کوئی ایک کیس specified کر دیں میں اس کی وضاحت ان کو دے دیتا ہوں اگر اس میں کوئی کوتاہی ہو گی تو جو بھی ذمہ دار ہو گا اس کی ذمہ داری fix کریں گے اور اس کے خلاف قانونی طور پر proceed کریں گے۔ اس طرح general کہہ دینا کہ یہ سارے pending ہیں یہ کوئی proper ضمنی سوال نہیں ہے۔ ہم نے تمام کی وضاحت دی ہوئی ہے، اسمبلی floor پر دی ہے، پورا procedure adopt کرنے کے بعد competent authority نے vet کیا ہے، ان کے signature بھی موجود ہیں اور ہم اس کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، امجد صاحب! یہ آپ کا آخری ضمنی سوال ہے اس کے بعد اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہو گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ نمبر 2 پر جو صاحب ہیں ان کا میں پڑھ دیتا ہوں۔

> He retired on 20-10-2013 and Policy extension has expired since 20-06-2014. He requested for allotment of the said residence to him through Chief Minister's directive and accordingly summary was submitted to

Chief Minister office twice which was finally regretted. Accordingly vacation notice was served upon him. Now, he has again managed a Chief Minister's directive requesting therein for regularization of the unauthorized period and retention of the said house up to 31-03-2016. Draft summery has been submitted.

جناب سپیکر! کہیں بھی اجازت نہیں ہے، تین سال گزر گئے لیکن اجازت کہیں نہیں ہے۔ یہ آنیاں جانیاں ہیں، یہ managed system ہے۔ انہوں نے point out کرنے کو کہا اور وہ میں نے کر دیا۔ کہیں بھی وزیر اعلیٰ کی اجازت نہیں ہے، کسی competent authority کی اجازت نہیں ہے۔ یہ ایک ماہ کی بات کر رہے ہیں اس کو تو تین سال گزر گئے ہیں۔ میں نے ایک کیس پڑھ دیا ہے باقی بھی ایسے ہی ہیں۔ یہ کیوں منڈا، منڈا ڈالتے ہیں؟ بات سیدھی ہے سیدھی کریں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر آنیاں جانیاں بھی قانون کے مطابق ہو تو وہ ہم کریں گے۔ ہمارے معزز ممبر بھی پڑھے لکھے آدمی ہیں ان کو بھی پتا ہے کہ جب ایک matter competent authority کے پاس process میں ہے تو تب تک ہم اس میں کوئی ایسا ایکٹ نہیں کریں گے جو قانون کے زمرے میں نہ آئے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ جو سمری اس وقت وزیر اعلیٰ آفس میں pending ہے جونہی اس کا فیصلہ ہو جاتا ہے اگر اس کا پچھلا عرصہ اس کو competent authority as per law as per rules approve کر دیتی ہے تو اس میں جو بھی rent ہو گا وہ ہم ان سے لیں گے۔ اگر ان کا illegal قبضہ ثابت ہو گیا تو ہم ان سے penal rent بھی لیں گے اور قانون کے مطابق penal rent خزانے میں جمع ہو گا۔ میں ان کو یہ بات ensure کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ جو ہمارے معزز وزیر اعلیٰ ہیں ان کے آفس میں ایک matter pending ہے ہم اس کو follow up کر سکتے ہیں لیکن ہم ان کو direction نہیں دے سکتے۔ وہ Chief Executive of Province ہیں، ان کے پاس ایک matter pending ہے جونہی decide ہو کر آتا ہے اس پر عمل کیا جائے گا۔ اگر وہ ان کی سمری regret کر دیتے ہیں تو ہم یہ undertake کرتے ہیں کہ پالیسی کے مطابق ایک دن بھی ضائع نہیں کریں گے اور وہ خالی کروا کر نئے الاٹی کو الاٹ کر دیں گے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری اشرف علی انصاری کا ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! شکریہ۔ سوال نمبر 6447 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب لائبریری فاؤنڈیشن سے متعلقہ تفصیلات

*6447: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) پنجاب لائبریری فاؤنڈیشن کا قیام کب عمل میں لایا گیا؟

(ب) مذکورہ فاؤنڈیشن کے دفاتر اور سٹاف کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) مذکورہ فاؤنڈیشن کو مالی سال 14۔2013 اور 15۔2014 کے دوران کتنا فنڈ کس مقصد کے لئے مہیا کیا گیا؟

(د) مذکورہ فاؤنڈیشن نے اپنے قیام سے آج تک کتنی پبلک لائبریریاں کتنی لاگت سے کہاں کہاں بنوائی ہیں، تفصیل سے معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):

(الف) پنجاب لائبریری فاؤنڈیشن لاہور نوٹیفکیشن نمبر SO(PI)6-67/83 تاریخ 18۔06۔85 کے ساتھ ملا کر پڑھیں نمبر SO(PI) 6-67/83 تاریخ 23۔06۔85 کے مطابق 23۔ جون 1985 کو The Punjab Government Educational and Training Institutions Ordinance, 1960 کے تحت قائم کی گئی۔ (الف، ب، ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) پنجاب لائبریری فاؤنڈیشن کا موجودہ دفتر محکمہ ایجوکیشن گورنمنٹ آف دی پنجاب کی ایک پرانی اور خستہ حال بلڈنگ میں واقع ہے جس میں فاؤنڈیشن اپنے فرائض سر انجام دے رہی ہے۔ فاؤنڈیشن کا کل سٹاف 17 افراد پر مشتمل ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔	رحمان آصف	ڈپٹی ڈائریکٹر	BS-18
2۔	خلیل احمد چیمہ	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ایڈمن)	BS-17
3۔	آمنہ مشتاق	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ٹیکنیکل)	BS-17
4۔	محمد اجمل	اسسٹنٹ	BS-14

5۔	حماد شفیق	سٹینو گرافر	BS-14
6۔	راشد منیر	اکاؤنٹنٹ	BS-14
7۔	ساجد بشیر	سینئر کلرک	BS-09
8۔	سالمان اسلام	جونیئر کلرک	BS-07
9۔	فضل الٰہی	ڈرائیور	BS-06
10۔	غلام مصطفٰی	ڈرائیور	BS-06
11۔	شیر زمان	نائب قاصد	BS-03
12۔	اخلاق احمد	نائب قاصد	BS-03
13۔	حافظ محبوب الٰہی	نائب قاصد	BS-03
14۔	محمد رمضان	مالی	BS-02
15۔	ثاقب مسیح	سینٹری ورکر	BS-01
16۔	عباس خان	چوکیدار	BS-01
17۔	شیر خان	سکیورٹی گارڈ	Lump sum pay

(ج) پنجاب لائبریری فاؤنڈیشن کو حکومت پنجاب کی جانب سے کوئی فنڈ نہیں دیا جاتا۔

(د) پنجاب حکومت کے نوٹیفکیشن نمبر SO(PI) 6-67/83 مورخہ 18۔06۔1985 کے تحت پنجاب لائبریری فاؤنڈیشن کو ذمہ داریاں تفویض کی گئی ہیں جس کے مطابق پنجاب لائبریری فاؤنڈیشن لائبریریز قائم نہیں کرتی بلکہ پہلے سے قائم شدہ لائبریریز کو کتابیں اور فرنیچر خریدنے کی مد میں گرانٹ دیتی ہے۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! جز (ب) میں فرمایا گیا ہے کہ پنجاب لائبریری فاؤنڈیشن کا موجودہ دفتر محکمہ ایجوکیشن گورنمنٹ آف دی پنجاب کی ایک پرانی اور خستہ حال بلڈنگ میں واقع ہے جس میں فاؤنڈیشن اپنے فرائض سر انجام دے رہی ہے۔ فاؤنڈیشن کا کل سٹاف 17 افراد پر مشتمل ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ پرانی اور خستہ حال بلڈنگ کو ابھی تک ٹھیک کیوں نہیں کروایا گیا ہے اور اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں تھوڑا سا عرض کر دوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کو پوری طرح سے اجازت ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! 1985 میں ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے پنجاب لائبریری فاؤنڈیشن کو قائم کیا اور اس کے لئے ایک مخصوص فنڈ رکھا گیا جو 10 کروڑ روپے سے شروع ہو کر 55 کروڑ روپے تک پہنچ چکا ہے۔ پنجاب لائبریری فاؤنڈیشن لائبریریاں قائم نہیں کرتی بلکہ پہلے سے قائم لائبریریوں کو کتابیں، فرنیچرز اور کمپیوٹرز مہیا کرنے کا کام کرتی ہے جس کا ایک چیئرمین، ایک سیکرٹری اور وائس چیئرمین ہے اور ان کے ممبران کو competent authority مقرر کرتی رہتی ہے۔ اس دفتر کی خستہ حالی کے ازالے کے لئے ہم بھی گورنمنٹ آف پنجاب کو request کرتے ہیں اور اسمبلی یعنی آپ کی طرف سے بھی ایک مراسلہ چلا جائے کہ موجودہ ADP میں اس کی مرمت کے لئے پیسے رکھے اور ہم اس کو follow up کرتے ہیں تاکہ اس کی خستہ حالی کو ختم کیا جاسکے اور اس کی مرمت بھی کر دی جائے۔ یہ موجودہ ADP اگلے ماہ جون میں آرہی ہے تو ہم اس میں اس کی مرمت کے لئے گورنمنٹ سے رقم مانگ لیتے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، مانگ لیتے ہیں یا مانگ رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہم نے مانگ لئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! اس کے جز (ج) میں فرمایا گیا ہے کہ پنجاب لائبریری فاؤنڈیشن کو حکومت پنجاب کی جانب سے کوئی فنڈ نہیں دیا جاتا جبکہ جز (د) میں فرمایا گیا ہے کہ پنجاب حکومت کے نوٹیفکیشن نمبر SO(PI)6-67/83 مورخہ 18-06-85 کے تحت پنجاب لائبریری فاؤنڈیشن کو ذمہ داریاں تفویض کی گئی ہیں جس کے مطابق پنجاب لائبریری فاؤنڈیشن لائبریریاں قائم نہیں کرتی بلکہ پہلے سے قائم شدہ لائبریریوں کو کتابیں اور فرنیچر خریدنے کی مد میں گرانٹ دیتی ہے جبکہ ایک جگہ فرمایا جا رہا ہے کہ فنڈز نہیں ہیں اور دوسری جگہ فرمایا جا رہا ہے کہ کتابیں اور فرنیچرز خریدنے کے لئے ہم گرانٹ دیتے ہیں تو یہ کھلا تضاد ہے اور اس تضاد کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں، آپ اس کو understand کرنے کی کوشش کریں، آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں اور کیا سمجھ رہے ہیں؟ جو وہ کہہ رہے ہیں وہ ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن آپ کی سمجھ میں بات نہیں آرہی۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! پھر وہ سمجھادیں۔

جناب سپیکر: جی، ان کو بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ actually لائبریری فاؤنڈیشن پہلے سے قائم شدہ لائبریریوں کو اپ گریڈ کرنے، وقت کے ساتھ ساتھ ان کو کتابیں فراہم کرنے اور ان کے لئے فرنیچر کی پرچیز کرنے کے لئے فنڈز فراہم کرتی ہے۔ مزید یہ کہ دور حاضر جو کہ کمپیوٹر کا دور ہے اس کو compete کرنے کے لئے کمپیوٹر خرید کر دینے کی بابت یہ ایک فنڈ ہے۔ اگر ہم ان کے فنڈز عمارت کی مرمت یا خستہ حالی دور کرنے پر لگانا شروع کر دیں تو یہ اس لائبریری فاؤنڈیشن کے mandate یا اس کے منشور یا اس کے memorandum charter میں نہیں آتا۔ ہم گورنمنٹ آف پنجاب کو علیحدہ سے اس عمارت کی مرمت کے لئے لکھ کر بھیج رہے ہیں اور انشاءاللہ تعالیٰ ہم بہت جلد اس کی خستہ حالی دور کر دیں گے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، satisfied?

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر جز (ج) کے سوال کو پڑھا جائے بلکہ وہ میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں کہ مذکورہ فاؤنڈیشن کو مالی سال 14-2013 اور 15-2014 کے دوران کتنا فنڈ کس مقصد کے لئے مہیا کیا گیا؟ یعنی میں نے پوچھا ہے کہ کس مقصد کے لئے فنڈ مہیا کیا گیا تو جواب دیا گیا ہے کہ کوئی فنڈ کسی مد میں بھی نہیں دیا جاتا پھر آگے فرما رہے ہیں کہ خرچ بھی کیا جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ سوال کو محکمہ نے صحیح طریقے سے نہیں سمجھا۔ یہ وضاحت فرمادیں کہ کس مقصد کے لئے کتنا فنڈ مہیا کیا گیا ہے یا یہ کوئی amount بتادیں کہ کتنا فنڈ دو سالوں کے دوران ان کو ملا اور وہ کہاں پر خرچ کیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! دیکھیں، میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ یہ لائبریری فاؤنڈیشن ایک autonomous body ہے---

جناب سپیکر: جی، یہاں پر آپ بھی جواب گول کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری عرض تو سن لیں،اس کا دس کروڑ روپے کا فنڈ قائم کیا گیا تھا جو وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتا ہوا 55 کروڑ روپے تک پہنچ چکا ہے۔ ہمیں اس پیسے سے جو benefit ملتا ہے ہم اس سے کتابیں فرنیچر اور کمپیوٹرز خریدتے ہیں لیکن خود مختار ادارہ ہونے کے ناتے اس کو کوئی بجٹ نہیں ملتا۔ ہم سپیشل گرانٹ وزیراعلیٰ سے لیں گے یا اپنے وسائل سے کریں گے، ہم بورڈ میں یہ کیس لے کر چلے جائیں گے اور اگر بورڈ اس کی اجازت دے گا تو ہم اس کی مرمت کروالیں گے ورنہ ہم پنجاب گورنمنٹ سے یہ پیسا لیں گے لیکن گورنمنٹ اس حوالے سے کوئی فنڈز نہیں دیتی۔

جناب سپیکر: جی، بورڈ آف گورنرز کا تو ان کو بھی پتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہم سپیشل گرانٹ کے لئے لکھتے ہیں اگر ہمیں اپنے وسائل نے اجازت دی تو وہاں سے اس کی مرمت وغیرہ کراتے ہیں۔اب خستہ حالی کی حقیقت صحیح بیان کر دی ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! سیدھا سادہ سوال ہے کہ 14-2013 اور 15-2014 کے دوران کتنا فنڈ کس مقصد کے لئے مہیا کیا گیا؟ یہ دو سالوں کی بات ہو رہی ہے کہ ان کو کتنا فنڈ ملا ہے یہ کچھ بتادیں؟ اس میں خستہ حالی کی تو بات ہی نہیں ہو رہی۔

جناب سپیکر: جی، آپ ان کو follow نہیں کر رہے۔ وہ بھی آپ کو بتا رہے ہیں۔ میرے خیال میں وہ کہہ رہے ہیں کہ اس کا علیحدہ بورڈ آف گورنرز ہے، وہ موجود ہے اور انہوں نے فنڈ قائم کیا ہوا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہی کہہ رہے ہیں کہ ہم اپنے فنڈز قائم شدہ لائبریریوں کو دے رہے ہیں اور شاید معزز ممبر صاحب کو سمجھنے میں تھوڑی سی دقت محسوس ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات ٹھیک ہے۔ اگلا سوال نمبر 7111 میاں طارق محمود کا ہے۔ وہ ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ ان کے سوال کا جواب بھی نہیں آیا لہٰذا اس کو ادھر ہی اس category میں رکھیں جو پہلے میں نے سوال نمبر 1 کے لئے کہی تھی۔ اگلا سوال نمبر 7271 ڈاکٹر نوشین حامد کا بھی سوال اسی طرح کا ہے۔ اس سوال کو اسی طرح pending کریں اور وہ جواب دیں گے۔ اگلا سوال نمبر 7272

بھی ڈاکٹر نوشین حامد کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اگر محترمہ وقفہ سوالات ختم ہونے سے پہلے آگئیں تو پھر take up کر لیں گے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحب! سوال نمبر بولئے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 3753 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

مائنر پینلٹی کے قانون میں ترمیم کے لئے اقدامات سے متعلقہ تفصیلات

*7353: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کسی سرکاری ملازم کو معمولی کوتاہی پر Minor Penalty withholding of promotion کی صورت میں وفاق، سندھ، بلوچستان اور خیبر پختونخوا میں رائج قانون میں یہ شق موجود ہے کہ متذکرہ Minor Penalty withholding of promotion ایک معینہ دورانیہ کے لئے ہو گی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب میں متذکرہ قانون کے رائج العمل ہونے میں معینہ دورانیہ کا ذکر تو ہے مگر اس شق میں جو اضافہ کیا گیا ہے اس کے مطابق مذکورہ سرکاری ملازم کی سزا کے دورانیہ کا آغاز اس وقت ہو گا جب اس کا جونیئر باقاعدہ ترقی / ریگولر پروموشن حاصل کر لے گا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب میں بہت سے محکموں میں باقاعدہ ترقیاں / ریگولر پروموشن سالہا سال تک نہیں ہوتیں اور ملازمین Current Charge basis پر کام کرتے رہتے ہیں اس بنیاد پر معمولی کوتاہی پر Minor Penalty withholding of promotion کا شکار ہونے والے سرکاری ملازمین اس نہ ختم ہونے والی سزا کی وجہ سے اپنی پروموشن حاصل کئے بغیر ریٹائرڈ ہو جاتے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایسا سرکاری ملازم جس نے اپنی تمام تر صلاحیتیں اس قوم کی خدمت کے لئے صرف کیں اس کالے قانون کا شکار ہو کر اپنے جائز اور قانونی حق سے محروم ہو جاتا ہے؟

(ہ) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت، صوبہ کے سرکاری ملازمین کے لئے PEEDA Act 2006 کی کلاز 4(اے)(وی) میں وفاقی اور دیگر تین صوبوں کے مطابق ترمیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):

(الف) وفاقی حکومت کے Government Servants (Efficiency and Discipline) Rules, 1973 کی سیکشن 4(1)(ii)(a) اور سندھ حکومت کے The Sindh Regional Plan Organization Employees (Efficiency and Discipline) Rules, 1988 کے سیکشن 4(1)(ii)(a) کے مطابق withholding of promotion or increment for specific period کا قانون موجود ہے۔

اسی طرح صوبہ خیبر پختونخوا کے Khayber Pakhtunkhwa Government Servants(Efficiency and Discipline)Rules, 2011 کے سیکشن 14(ii)(a) میں بھی withholding of promotion or increment maximum for a period of the three years کا قانون موجود ہے۔

صوبہ بلوچستان کے The Balochistan Employees Efficiency and Discipline Act, 2011 کے سیکشن 14(v)(a) کے مطابق withholding of promotion for a specific period subject to a maximum of five years موجود ہے۔

اسی طرح صوبہ پنجاب کے The Punjab Employees Efficiency Discipline and Accountability Act 2006 کے سیکشن 14(v)(a) کے مطابق

withholding of promotion for a specific period, subject to a maximum period of five years; provided that this period shall be counted from the date when a person junior to the accused is considered for promotion and is promoted on regular basis for the first time

موجود ہے۔ وفاقی حکومت، صوبہ سندھ، صوبہ خیبر پختونخوا، صوبہ بلوچستان اور صوبہ پنجاب کے متعلقہ قوانین کی کاپیاں Annex-I ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے، سزا کے دورانیہ کا آغاز جونیئر ملازم کی ریگولر ترقی کے وقت سے شروع ہوتا ہے کیونکہ اگر ملازم کی ابھی ترقی کی باری ہی نہ آئی ہو تو اسے پہلے ہی یہ سزا دی جائے تو وہ بے مقصد ہو گی۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔ صوبہ پنجاب میں تمام محکموں میں سرکاری ملازمین کی ترقیاں وقت پر ہوتی ہیں۔ گریڈ 19 سے اوپر کی پوسٹوں کے لئے Provincial Selection Board I & II قائم کئے گئے ہیں جن کے اجلاس باقاعدگی سے ہوتے ہیں۔

اسی طرح محکمانہ سطح پر اور ماتحت دفاتر میں پروموشن کے لئے Departmental Promotion Committees قائم کی گئی ہیں جو کہ باقاعدگی سے اپنے اجلاس منعقد کرتی ہیں اور ملازمین کی ترقیوں کی سفارش کرتی ہیں۔

جہاں تک Current Charge Basis پر کام کرنے کا تعلق ہے، Current Charge تقرری Rule 10(b)of the Punjab Civil Servants Appointment & Conditions of Service Rules 1974 کے تحت ان پوسٹوں پر عارضی طور پر کی جاتی ہے جن کے بارے میں یہ تعین ہو کہ ان کا ایک سال تک خالی رہنے کا امکان ہے۔

سرکاری ملازمین کو Minor Penalty کی سزا باقاعدہ انکوائری میں چارج کی نوعیت پر متعلقہ اتھارٹی دیتی ہے جس کا سرکاری ملازمت کی ریٹائرمنٹ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

(د) یہ درست نہیں ہے۔ section 83 of the Punjab Civil Servants Act, 1974 کے مطابق پروموشن یا پروفارما پروموشن کا کسی سرکاری ملازم کا قانونی حق نہیں ہے۔ PEEDA Act 2006 میں Minor or Major سزائیں رکھی گئی ہیں۔ مجاز اتھارٹی جرم کی نوعیت کے مطابق متعلقہ ملازم کو باقاعدہ انکوائری کے بعد سزا دیتی ہے۔

(ہ) وفاقی حکومت اور سندھ حکومت کے قوانین میں Withholding of promotion or increment for specific period کا قانون موجود ہے۔ صوبہ خیبر پختونخوا کے قانون میں Withholding of promotion or increment maximum of the three years کا قانون موجود ہے۔

صوبہ بلوچستان کے قانون میں صوبہ پنجاب کی طرح

withholding of promotion for a specific period, subject to a maximum period of five years; provided that this

period shall be counted from the date when a person junior to the accused is considered for promotion and is promoted on regular basis for the first time

موجود ہے۔ سزا کے دورانیہ کا آغاز جونیئر ملازم کی ریگولر ترقی کے وقت سے شروع ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر ملازم کی ابھی ترقی کی باری ہی نہ آئی ہو تو اسے پہلے ہی یہ سزا دی جائے وہ بے مقصد ہو گی۔

مندرجہ بالا وضاحت کی روشنی میں حکومت پنجاب کا اس قانون میں تبدیلی لانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس سوال جز(ہ) ہے ، میں ان سے گزارش کروں گا کہ وفاقی حکومت ، سندھ حکومت اور صوبہ خیبر پختونخوا کے اس حوالے سے جو مروجہ قوانین ہیں وہ ذرا پڑھ کر سنائیں؟

جناب سپیکر: جی، سب کے سب پڑھ کر سنائیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے تین مانگے ہیں ، فیڈرل گورنمنٹ میں جو rule ہے، گورنمنٹ آف سندھ جس کو follow کر رہی ہے اور گورنمنٹ آف خیبر پختونخوا جس قانون کو follow کر رہی ہے وہ پڑھ کر سنادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وفاقی حکومت اور سندھ حکومت کے قوانین میں withholding of promotion or increment for specific period کا قانون موجود ہے۔ صوبہ خیبر پختونخوا کے قانون میں withholding of promotion or increment maximum for period of the three years کا قانون موجود ہے۔ صوبہ بلوچستان کے قانون میں صوبہ پنجاب کی طرح۔۔۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے یہ نہیں پوچھا، میں نے کہا ہے کہ انہوں نے جو ایکٹ ساتھ منسلک کئے ہوئے ہیں وہ پڑھ کر سنادیں جو ایکٹ کے اندر لکھا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):
جناب سپیکر! کن کن ایکٹ کے اندر؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! وفاقی حکومت جس قانون کو follow کر رہی ہے، سندھ حکومت اور خیبر پختونخوا کی حکومت follow کر رہی ہے جو کہ میں نے جز (ہ) میں پوچھا ہے اس کے جواب میں آپ نے ایکٹ ساتھ لگائے ہوئے ہیں وہاں سے پڑھ کر مجھے سنائیں؟ یہ تو میں نے بھی پڑھ لیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):
جناب سپیکر! اس کا صفحہ نمبر 835 ہے اور اس کی تیسری لائن میں لکھا ہے کہ:

(ii) Withholding, for a specific period promotion or increment, otherwise than for unfitness for promotion or financial advancement in accordance with the rules or orders pertaining to the service or post;

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ کس صوبہ کا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):
جناب سپیکر! یہ فیڈرل گورنمنٹ کا ہے۔

جناب سپیکر: آپ تینوں کا علیحدہ پڑھوانا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: سندھ کا پڑھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):
جناب سپیکر! سندھ کا میں پڑھ دیتا ہوں۔

(ii) Withholding, for specified period, promotion or increment, otherwise than for unfitness for promotion or financial advancement, in accordance with these rules or orders pertaining to the service or post.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: اب آپ خیبر پختونخوا کا بھی پڑھ دیں۔ چلیں! ان کو کافی مشکل ہو رہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مشکل نہیں ہو رہی۔

جناب سپیکر: مشکل کا لفظ نہ کہیں، آپ تشریف رکھیں۔ آپ اب خیبر پختونخوا کا ایکٹ پڑھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں خیبر پختونخوا کا ایکٹ بھی پڑھ دیتا ہوں۔

(ii) Withholding, for a specific period, promotion or increment subject to a maximum period of three years, otherwise than for unfitness for promotion or financial advancement, in accordance with the rules or orders pertaining to the service or post:

Provided that the penalty of withholding increments shall not be imposed on a Government servant who has reached the maximum of his pay scale.

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے، اس وقت وفاق، صوبہ سرحد اور سندھ میں جو قوانین ہیں۔

جناب سپیکر: بلوچستان اور پنجاب کو پھر رہنے دیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! نہیں۔ میں نے تو ان کا پوچھا ہی نہیں ہے وہ تو مجھے معلوم ہے البتہ میں اس کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں اور یہ التماس کروں گا کہ میری بات کو ذرا سمجھ لیا جائے۔ میں نے وفاقی حکومت، سندھ حکومت اور خیبر پختونخوا حکومت میں اس وقت جو قانون مروج ہے، وہ انہوں نے پڑھ کر سنایا ہے۔ صوبہ بلوچستان اور پنجاب میں یہ لکھا ہوا ہے کہ جب کسی کی پروموشن سزا کے طور پر روک دی جاتی ہے، اصولی طور پر جب جس آفیشل کی پروموشن روکی گئی ہے، انصاف کا تقاضا

یہ ہے کہ جس تاریخ سے اس کی start next promotion ہونی ہوتی ہے، وہاں سے اس کی سزا count ہونی چاہئے۔ انہوں نے اپنے قانون میں یہ add کیا ہوا ہے کہ:

"**Subject to a maximum period of five years:** Provided that this period shall be counted from the date, when a person junior to the excused is consider for promotion and is promoted on regular basis for the first time.

جناب سپیکر! پنجاب میں ایسے cases موجود ہیں، ایک آدمی کو تین سال کی سزا ہو گئی، اس کی next promotion میں جب date آئی count تو اسی سے ہونی چاہئے لیکن انہوں نے اپنے قانون میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اس سے جونیئر جب پروموشن کے لئے fit ہو گا تب اس کی یہ سزا شروع کریں گے۔ ایسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ پندرہ پندرہ سال وہ جو اس سے جونیئر ہے وہ اس stage پر نہیں پہنچتا اور اس کے نتیجہ کے اندر وہ آدمی جس کی پروموشن تین سال کے لئے روکی گئی تھی وہ ریٹائر منٹ کی عمر تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ بے انصافی ہے، وفاق سندھ اور خیبر پختونخوا کا قانون تو ٹھیک ہے کہ ایک شخص کو سزا دی گئی جولائی 2017 میں اس کی پروموشن کی date آ گئی۔ اب تین سال کے لئے اس کی پروموشن نہیں ہو سکتی۔ مگر ادھر قانون یہ ہے کہ اس کا جونیئر، جس کی پروموشن 2022 میں due ہے، جب وہ اس date تک پہنچے گا، پھر اس کی تین سال کی سزا شروع ہو گی۔ اس طرح سے بے انصافی ہوتی ہے اور بہت سارے آفیشلز اپنی promotion سے محروم رہ جاتے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے یہ ایک ظلم ہے۔

جناب سپیکر: یہ سوال آپ ان کو نہ کریں، یہ سوال آپ اپنے آپ پر کریں، آپ legislation لے کر آئیں۔ اگر آپ اس کو amend کرنا چاہتے ہیں تو اس کا کوئی طریق کار ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں لے آتا ہوں۔

جناب سپیکر: اگر آپ رولز کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں تو کر سکتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے، میرا ضمنی سوال یہ ہے، یہ میں نے ابھی پنجاب اور بلوچستان کا قانون پڑھا ہے۔

"**Subject to a maximum period of five years**: Provided that this period shall be counted from the date, when a person reaches the date of promotion.

جناب سپیکر! یہاں پر یہ فقرہ close کر دینا چاہئے، amend کرنا چاہئے اور باقی کو نیچے سے کاٹ دینا چاہئے انصاف کا تقاضا تو یہی ہے۔ باقی تین حکومتیں یعنی وفاق، صوبہ خیبر پختونخوا اور سندھ کا قانون اس حوالے سے ٹھیک ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ میں نے جو یہ سوال raise کیا ہے کیا حکومت اس کی روشنی میں یہ ترمیم جو میں نے تجویز کی ہے اور یہ انصاف کے مطابق ہے کہ دو صوبوں میں اور وفاق میں اس پر عمل بھی ہو رہا ہے۔ اس کے مطابق اس کو ٹھیک کرنے کے لئے تیار ہیں؟ میں ان سے کہوں گا کہ یہ straightway انکار نہ کریں، آپ یہ کہیں کہ ہم اس کو consider کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس طرح کے جو معاملات ہیں یہ وقفہ سوالات میں یا دو چار منٹ میں، ضمنی سوالات میں ان کا کوئی solution نہیں نکلتا، اس کے لئے اگر ڈاکٹر صاحب sincere ہیں اور سرکاری ملازمین کے ساتھ کوئی بھلا کرنا چاہتے ہیں تو یہ legislation لے کر آئیں، قانون اور آئین کو مدنظر رکھتے ہوئے پروموشن کے معاملے میں پبلک سرونٹ کی ویلفیئر کے لئے ہماری ساری ہمدردیاں ان کے ساتھ ہیں اور ہم ان کو support کریں گے۔ بجٹ کے بعد جو اگلا سیشن آئے گا اس میں یہ اپنی legislation لے کر آئیں اور ہم اس پر favourably ہمدردانہ غور کریں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ انہوں نے جو بات کی ہے، آپ نے بھی جو حکم دیا ہے اس کے مطابق میں انشاء اللہ ترمیم لے کر آؤں گا۔

جناب سپیکر: آپ ترمیم تو لے آئیں گے مگر جمہوریت ہے، جمہوری طریقے سے اس کو دیکھا جائے گا کہ Ayes میں کیا ہے اور Noes میں کیا ہے، اس کے لئے آپ کیا کریں گے وہ مجھے بتادیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ آپ نے بجا فرمایا ہے، جمہوری طریقے کے مطابق ہی اس کو طے ہونا چاہئے۔ رانا ثناء اللہ خان کے ہاتھ کھڑے کرنے پر طے نہیں ہونا چاہئے کیونکہ رانا ثناء اللہ خان کا جب ہاتھ کھڑا ہو جاتا ہے تو جمہوریت اس طرف جھک جاتی ہے۔

جناب سپیکر: اس وقت تو رانا ثناء اللہ خان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، اگر یہ سوال ابھی put کر دیا جائے جس طرح سے آپ کہہ رہے ہیں تو پھر ایوان کی sense لے لیتے ہیں، جو اکثریت کا فیصلہ ہو گا اس پر عمل ہو جائے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ جو ترمیم ہے یہ انصاف کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس کو دیکھ لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس میں ترمیم لے آؤں گا اور جس دن یہ ترمیم آئے اس دن رانا ثناء اللہ خان کو کہا جائے کہ ذرا دفتر بیٹھے رہیں، سب انصاف سے اس کا فیصلہ کر لیں، سب کا فیصلہ یہی ہو گا جو میں کہہ رہا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! دیکھیں! میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ میں on behalf of Government میں یہ undertake کرتا ہوں کہ ہم آئین، قانون کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے اس پر favourably ہمدردانہ غور کریں گے اور پروموشن کوئی independent right نہیں ہوتا، یہ اس وقت right بنتا ہے جب اس کا senior promote ہو جاتا ہے۔ اس بات کو بھی آپ ملحوظ خاطر رکھیں۔ شکریہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میرا ایک سوال آپ نے مؤخر کیا تھا، یہ سوال وزیراعلیٰ کے غیر ملکی دوروں سے متعلق ہے اور 26۔ دسمبر 2014 کو یہ سوال بھیجا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کون سا سوال ہے؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ کوئی اتنا ٹیکنیکل سوال نہیں تھا۔

جناب سپیکر: میں نے پہلے ہی اس پر فیصلہ کر دیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھا تھا کہ وہ کس، کس ملک کے دورہ پر گئے ہیں کس کو ساتھ لے کر گئے ہیں؟ یہ اتنا اہم سوال ہے۔

جناب سپیکر: اس پر فیصلہ ہو چکا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ اتنا اہم سوال ہے، اوّل تو کوئی سوال آتا ہی نہیں ہے آ جائے تو اس کا جواب نہیں آتا۔

جناب سپیکر! اس کو آپ نے pending کیا ہے، مجھے تو یہی پتا چلا ہے کہ آپ نے اس سوال کو pending کیا ہے؟

جناب سپیکر: میں نے محترمہ خدیجہ عمر کے سوال نمبر 5588 کو pending کیا تھا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میرے سوال کا اگر جواب موصول نہیں ہوا تو یہ بھی تو pending ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: میں اس پر پہلے order کر چکا ہوں اور اس پر انکوائری ہو رہی ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میرا بھی سوال نمبر 7210 تھا اس سوال کو بھی pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ شُنیلا رُوت! آپ اس وقت ایوان میں موجود نہیں تھیں میں نے اس پر pass order کر دیئے ہیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! اس سوال کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: next جب اس کی باری آئے گی اس وقت دیکھیں گے۔ اگلا سوال نمبر 5588 محترمہ خدیجہ عمر!۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 7111 میاں طارق محمود کا ہے یہ سوال pending کیا ہوا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر نوشین حامد کا ہے۔

معزز ممبران: جناب سپیکر! وہ ملک سے باہر ہیں۔

جناب سپیکر: ملک سے باہر ہیں؟ ہمیں تو کوئی اطلاع نہیں ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ہمیں کوئی اطلاع نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ایوان میں ایسے نہ کیا کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! On her behalf

جناب سپیکر: شاہ صاحب on her behalf آ گئے ہیں۔ شاہ صاحب! یہ تو بتادیں کہ آپ کا تیسرا سوال کیسے ہو گا؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ کے خصوصی اختیارات کے تحت۔

جناب سپیکر: نہیں، شاہ جی، کوئی اور صاحب کر لیں تو مجھے اعتراض نہیں ہے۔ اگلا سوال نمبر 7272 ڈاکٹر نوشین حامد کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اب سوالات کا وقت ختم ہوا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):
جناب سپیکر! جو ایک دو سوالات رہ گئے ہیں میں ان کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور: جی او آر ز میں کیٹیگری "4" کی رہائشوں سے متعلقہ تفصیل

*5588: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1997 (ترمیم شدہ 2009) کی سرکاری رہائش کی الاٹمنٹ پالیسی کے تحت کیٹیگریز بنائی گئی ہیں اگر ہاں تو کیٹیگریز کی تفصیل بتائیں؟

(ب) لاہور میں کیٹیگری (اے) کی کتنی سرکاری رہائش گاہیں کہاں کہاں واقع ہیں ان کے الاٹیز کے نام، عہدہ، گریڈ تاریخ ریٹائرمنٹ، کالونی کا نام اور رہائش نمبر بیان فرمائیں؟

(ج) 2012 سے اب تک کتنے افسران کو الاٹمنٹ پالیسی پہلے آیئے پہلے پایئے کے اصول پر الاٹمنٹ کی گئی، ان کے نام، عہدہ، گریڈ سے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) 1997 (ترمیم شدہ 2009) کی الاٹمنٹ پالیسی کے تحت سرکاری رہائش گاہوں کی مختلف کیٹیگریز بنائی گئی ہیں جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) لاہور میں کیٹیگری اے کی صرف 4 رہائش گاہیں ہیں جو کہ جی او آر 2 بہاولپور ہاؤس میں واقع ہیں۔ تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال 2012 سے اب تک مندرجہ بالا کیٹیگری میں جن افسروں کو الاٹمنٹ کی گئی ہیں ان کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور: قواعد وضوابط میں نرمی کر کے سرکاری رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ کی تفصیلات

*7272: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال13۔2012 تا15۔2014 پنجاب سول سیکرٹریٹ کے جن ملازمین کو قواعد و ضوابط میں نرمی کرتے ہوئے سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کی گئیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران صوبائی اسمبلی پنجاب کے جن ملازمین کو قواعد و ضوابط میں نرمی کرتے ہوئے آؤٹ آف ٹرن سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کی گئیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران لاہور ہائی کورٹ لاہور، محکمہ صحت، داخلہ اور محکمہ تعلیم کے جن ملازمین کو وزیراعلیٰ نے آؤٹ آف ٹرن سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کی ہیں یہ کس قانون کے تحت کی ہیں، ان محکموں کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل عہدہ اور گریڈ کے حساب سے فراہم کی جائے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ آؤٹ آف ٹرن سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کرنے کی وجہ سے میرٹ پر آنے والے ملازمین کی حق تلفی ہوتی ہے، اگر ہاں تو اس کے سدباب کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سال13۔2012 تا15۔2014 میں پنجاب سول سیکرٹریٹ کے جن ملازمین کو قواعد و ضوابط میں نرمی کرتے ہوئے سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کی گئیں ان کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس ضمن میں مکمل تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران لاہور ہائی کورٹ، محکمہ صحت، داخلہ اور تعلیم کے ملازمین کو کی گئی آؤٹ آف ٹرن الاٹمنٹ کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیلات تتمہ (ج، د، ہ اور و) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ وزیراعلیٰ نے رولز آف بزنس کے سیکشن۔14 کے تحت اپنے صوابدیدی اختیارات استعمال کرکے یہ الاٹمنٹس کی ہیں۔

(د) موجودہ دور میں کل 2783 ڈائریکٹوز موصول ہوئے جن میں سے 1019 ڈائریکٹوز پر سمری بھیجی گئی اور 1764 ڈائریکٹوز پر بذریعہ خط دفتر وزیراعلیٰ کو مطلع کیا گیا۔ مندرجہ بالا 1019 سمریاں جو دفتر وزیر اعلیٰ کو بھجوائی گئیں ان میں سے صرف 186 سمریوں

پر وزیراعلیٰ نے درخواست گزاروں کی ہارڈشپ اور مخصوص حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے منظوری دی جس کا تناسب 6.7 فیصد ہے جن میں سے 167 لوگوں کو گھر الاٹ ہو چکے ہیں اور 19 ابھی الاٹمنٹ کے لئے منتظر ہیں لاہور میں سرکاری گھروں کی بہت زیادہ قلت ہے یہاں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ مذکورہ سالوں میں اوپر دی گئی آوٹ آف ٹرن الاٹمنٹس کے علاوہ تمام رہائش گاہیں پالیسی کے تحت الاٹ کی گئی ہیں اور میرٹ لسٹ کے مطابق بھی الاٹمنٹس شروع کر دی گئی ہیں۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ساہیوال: انٹی کرپشن کے تھانہ جات کی تفصیلات

1018: جناب **محمد ارشد ملک** (ایڈووکیٹ): کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ساہیوال میں محکمہ انٹی کرپشن کا کتنا عملہ کام کر رہا ہے، عہدہ وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) مذکورہ ضلع میں محکمہ ہذا کے کتنے تھانہ جات کہاں کہاں واقع ہیں، تفصیل فراہم کریں؟

(ج) یکم جنوری 2011 سے لے کر آج تک ضلع ہذا کے کتنے ملازمین کے خلاف محکمہ انٹی کرپشن کے کس کس تھانہ میں مقدمات درج ہوئے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع ساہیوال میں جو عملہ کام کر رہا ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	عہدہ	تعداد
1	ڈائریکٹر	1
2	ڈپٹی ڈائریکٹر تحقیقات	1
3	ڈپٹی ڈائریکٹر لیگل	1
4	ڈپٹی ڈائریکٹر پراسیکیوشن	1
5	اسسٹنٹ ڈائریکٹر شکایات	2
6	اسسٹنٹ ڈائریکٹر لیگل	2
7	اسسٹنٹ ڈائریکٹر ٹیکنیکل	1
8	آفس سپرنٹنڈنٹ	1
9	انسپکٹر / سرکل آفیسر	2
10	سٹینوگرافر	3
11	سب انجنیئر	1

12	سینئر کلرک	3
13	اسسٹنٹ سب انسپکٹر	2
14	جونیئر کلرک	2
15	ہیڈ کانسٹیبل	1
16	کانسٹیبل	8
17	ڈرائیور	3
18	ڈاک رائیڈر	1
19	نائب قاصد	9
20	چوکیدار	2
21	مالی	1
22	خاکروب	1
	کل تعداد	49

(ب) مذکورہ ضلع میں محکمہ ہذا کا صرف ایک ہی تھانہ ہے جو کہ بمقام فتح شیر کالونی واقع ہے۔

(ج) یکم جنوری 2011 سے لے کر آج مورخہ 2015۔08۔29 تک کل 482 ملازمین کے خلاف کل 305 مقدمات تھانہ انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ ساہیوال میں درج ہوئے۔

چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ اور وحدت کالونی لاہور میں سرکاری رہائش گاہوں پر ناجائز قابضین سے متعلقہ تفصیلات

1286: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 13۔2012 اور 15۔2014 کے دوران چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ لاہور میں کتنے ملازمین کو سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کی گئیں، ان کا عہدہ اور گریڈ بیان کریں؟

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران کتنے ملازمین کو وحدت کالونی لاہور میں رہائش گاہیں الاٹ کی گئیں، تفصیل سے بیان کریں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ اور وحدت کالونی میں ناجائز قابضین موجود ہیں؟

(د) مذکورہ عرصہ کے دوران چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ اور وحدت کالونی لاہور میں کتنے ناجائز قابضین سے سرکاری رہائش گاہیں خالی کروائی گئی ان کے نام، عہدہ اور گریڈ نیز ان کا تعلق کن کن محکموں سے تھا، مکمل تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سال 13۔2012 اور 15۔2014 کے دوران چوبرجی گارڈن اسٹیٹ لاہور میں کل 40 ملازمین کو سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کی گئیں ان کی مطلوبہ تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران 205 ملازمین کو وحدت کالونی لاہور میں سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کی گئیں تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

(ج) کچھ ناجائز قابضین اس وجہ سے موجود ہیں کہ ان قابضین نے عدالت ہائے سے حکم امتناعی لے رکھا ہے۔

(د) سال 13۔2012 اور 15۔2014 کے دوران چوبرجی اور وحدت کالونی لاہور میں جن ناجائز قابضین سے سرکاری رہائش گاہیں خالی کروائی گئی ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور محکموں کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

رپورٹیں
(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: جی، اب مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کی جائیں گی۔ اب میں جناب امجد علی جاوید کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

مسودہ قانون (دوسری ترمیم) ڈرگز پنجاب 2015 اور مسودہ قانون (ترمیم) فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور 2015 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں

The Punjab Drugs (Second Amendment) Bill 2015 and the Fatima Jinnah Medical University Lahore (Amendment) Bill 2015.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: رپورٹیں پیش کر دی گئی ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب نے صوبہ بھر کے پیرا میڈیکس اور الائیڈ ہیلتھ سروسز کے ملازمین کے سکیلز کی اپ گریڈیشن کی تھی۔ پنجاب کے اکثر اضلاع میں اس پر عملدرآمد ہو چکا ہے لیکن ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں پیرا میڈیکس اور الائیڈ ہیلتھ سروسز کے ملازمین کے بارے میں ابھی تک وزیر اعلیٰ کے ان احکامات پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ میں اس ایوان میں آپ کے توسط سے گزارش کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کے احکامات پر دیگر اضلاع کی طرح ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بھی عملدرآمد کرنے کے لئے متعلقہ منسٹر صاحبان یا پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کو ہدایت فرمائی جائے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: تحاریک استحقاق نہیں ہے لہٰذا اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 392 محترمہ فائزہ مشتاق کی ہے۔ جی، محترمہ! آپ تحریک التوائے کار پڑھیں۔

گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی رسول کو یونیورسٹی کا درجہ دینے کے بعد ڈاؤن گریڈ کرنے سے طلباء کو پریشانی کا سامنا

محترمہ فائزہ مشتاق: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی رسول 1912 میں منڈی بہاؤالدین میں قائم کیا گیا جس کا کل رقبہ 217 ایکڑ پر محیط ہے۔ مارچ 2014 میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اس ٹیکنالوجی کالج کو اپ گریڈ کر کے یونیورسٹی کا درجہ دیا اور 50 ملین روپے کی گرانٹ بھی جاری کروا دی گئی۔ اس کے بعد 13۔ اکتوبر 2014 کو چار ڈسپلن کے تحت پہلے سمسٹر کی کلاسز کا آغاز کر دیا گیا اب تک چار سمسٹر پورے ہو چکے ہیں اور 150 طلباء enroll ہیں۔ بدقسمتی سے اب حکومت کی تعینات کردہ کمیٹی کی عدم دلچسپی اور

TEVTA کی سازش کی بدولت کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس یونیورسٹی آف انجنیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی رسول کو downgrade کرتے ہوئے واپس رسول کالج ٹیکنالوجی تک محدود کیا جائے اور پہلے سے enrolled طلباء کو کہا جا رہا ہے کہ UET لاہور کے under کسی بھی پبلک سیکٹر کے ادارے میں اپنی ڈگری پوری کریں۔ 150 طلباء جو زیر تعلیم ہیں ان کے والدین لوئر مڈل کلاس سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ دوسرے شہر میں جا کر اپنے بچوں کے تعلیمی اخراجات پورے نہیں کر سکتے۔ اس وجہ سے منڈی بہاؤالدین کے طلباء اور ان کے والدین میں بڑی تشویش اور غم وغصہ پایا جاتا ہے۔ ان کا حکومت پنجاب کے اعلیٰ حکام سے مطالبہ ہے کہ وہ اپنے اس فیصلہ کو فوری طور پر واپس لیں لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کیا چاہتی ہیں؟

محترمہ فائزہ مشتاق: جناب سپیکر! میں یہ چاہتی ہوں کہ اس پر فوری کارروائی کی جائے اور اسے جو downgrade کیا جا رہا ہے اس فیصلے کو روکا جائے۔

جناب سپیکر: آپ نیچے والی آخری لائن پڑھ دیں۔

محترمہ فائزہ مشتاق: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ حکومت سے ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ اپنے اس فیصلے کو واپس لے اور 2014 کے اپنے یونیورسٹی والے فیصلے کو ہی برقرار رکھے۔

جناب سپیکر: ہائر ایجوکیشن کی محترمہ پارلیمانی سیکرٹری!۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے محترمہ پارلیمانی سیکرٹری کل اس تحریک التوائے کار کا جواب لے کر آئیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 16/284 چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 16/291 محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 294 میاں محمود الرشید اور محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں کی ہے یہ تحریک التوائے کار محکمہ خوراک سے متعلقہ ہے۔ جی، میاں صاحب!

پنجاب میں گندم کی خریداری سست روی کا شکار ہونے سے کاشتکاروں کو پریشانی کا سامنا

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دُنیا" مورخہ 25۔اپریل 2016 کی خبر کے مطابق پنجاب میں گندم خریداری مہم سست روی کا شکار ہونے سے مڈل مین مافیا اور آڑھتیوں کی چاندی ہو گئی۔ جنوبی پنجاب میں پچاس فیصد جبکہ وسطی پنجاب کے بڑے اضلاع میں 25 فیصد تک گندم کٹائی کے مراحل سے گزر چکی ہے تاہم ابھی تک محکمہ خوراک پوری طرح میدان عمل میں نہیں آیا۔ حکومت کی جانب سے صوبہ بھر میں لینڈ ریکارڈ کمپیوٹرائزیشن کے دعوؤں کے باوجود باردانہ کی تقسیم کے لئے ہاتھ سے لکھی ہوئی فہرستیں جاری کی گئی ہیں۔ جن میں 20 فیصد تک عام کاشتکاروں کے نام ہی غائب ہیں جبکہ لسٹوں میں نام ڈلوانے کے لئے اسسٹنٹ کمشنر سے لے کر پٹواری تک کے مراحل سے گزرنا عام کاشتکار کے لئے محال ہے۔ اس صورتحال کے نتیجے میں کاشتکار اپنی گندم مڈل مینوں اور آڑھتیوں کے ہاتھوں اونے پونے داموں فروخت کرنے پر مجبور ہیں۔ ادھر محکمہ خوراک 23 لاکھ ٹن اضافی گندم کے بحران کی زد میں ہے۔ حکومت نے گندم ذخیرہ کرنے کی انتہائی محدود گنجائش کے باوجود چالیس لاکھ ٹن گندم خریدنے کا اعلان کر دیا ہے۔ موجودہ حالات میں مقررہ ہدف کا 50 فیصد حاصل کرنا بھی مشکل دکھائی دے رہا ہے۔ اعداد و شمار کے مطابق گزشتہ برس محکمہ خوراک نے 190۔ارب سے پچاس لاکھ ٹن گندم خریدنے کا عزم کیا تھا تاہم ہدف کا صرف 48 فیصد حاصل کر کے خریداری کلوز کر دی گئی تاہم مہم اپنے آغاز سے ہی بد نظمی، آڑھتیوں اور مڈل مینوں کی لوٹ مار کے باعث بد دلی کا شکار ہو گئی ہے۔ حکومت کی ناقص منصوبہ بندی کے باعث رواں برس بھی عام کاشتکار مڈل مین اور آڑھتیوں کے ہاتھوں لٹنے پر مجبور ہیں لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! پہلے ہی یہ معاملہ کمیٹی کے سپرد ہو چکا ہے۔ آپ اس کمیٹی کے ممبر ہیں تو اس معاملے کو کمیٹی میں ہی discuss کر لیجئے گا۔ اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 298/16 ڈاکٹر محمد افضل، جناب احمد شاہ کھگہ اور محترمہ باسمہ چودھری کی ہے۔ جی، ڈاکٹر محمد افضل اپنی تحریک پڑھیں۔

گورنمنٹ ماڈل ٹاؤن ہسپتال لاہور کو سوسائٹی کی تحویل میں دینے

سے ہزاروں مریض علاج معالجے سے محروم

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نئی بات" مورخہ 26۔اپریل 2016 کی خبر کے مطابق لاہور لینڈ مافیا جیت گیا، خادم اعلیٰ کا خواب پورا نہ ہو سکا۔ لاہور کی ضلعی حکومت نے لینڈ مافیا سے مل کر گورنمنٹ ماڈل ٹاؤن ہسپتال کی 40 کنال اراضی اور کروڑوں روپے کی مشینری ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کے حوالے کرنے کا مراسلہ جاری کر دیا۔ ہسپتال سرکاری تحویل سے ختم ہونے کے بعد ہزاروں مریض علاج معالجہ سے محروم ہو جائیں گے۔ ذرائع کے مطابق لینڈ مافیا نے جولائی 2015 میں بھی گورنمنٹ ماڈل ٹاؤن ہسپتال پر قبضہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وزیر اعلیٰ پنجاب کے نوٹس کے بعد لینڈ مافیا کامیاب نہ ہو سکا۔ گورنمنٹ ماڈل ٹاؤن ہسپتال کی سرکاری تحویل ختم ہونے کے بعد وزیر اعلیٰ پنجاب نے اسے ٹی ایچ کیو ہسپتال کا درجہ دینے کا کہا جو صرف خواب ہی رہا۔ اس ضمن میں عدالت کا فیصلہ بھی ہوا میں اُڑا دیا گیا اور ڈی سی او لاہور نے وزیر اعلیٰ پنجاب کے نوٹس میں لائے بغیر مافیا سے مل کر ایسا منصوبہ تیار کیا جس سے ہزاروں غریب مریضوں کو علاج معالجہ سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دیا جائے گا لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار پڑھی گئی ہے اور اس تحریک التوائے کار کا جواب کل آئے گا۔ اس تحریک التوائے کار کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 300/16 سردار وقاص حسن مؤکل، چودھر عامر سلطان چیمہ اور جناب احمد شاہ کھگہ کی ہے۔ اس وقت تینوں میں سے کوئی بھی معزز ممبر تشریف فرما نہیں ہے تو اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 304/16 محترمہ شُنیلا رُوت کی ہے۔ جی، محترمہ!

لاہور میں رمضان المبارک کی آمد سے قبل ہی گوشت کی قیمتوں میں بے جا اضافہ

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جہان پاکستان" مورخہ 26۔اپریل 2016 کی خبر کے مطابق لاہور رمضان المبارک کی آمد سے قبل ضلعی انتظامیہ نے شہریوں پر ایک اور مہنگائی بم گرا دیا۔ لاہور میں مٹن کی قیمت میں 200 روپے

جبکہ بیف میں75روپے اضافہ کر دیا گیا۔ٹاؤن ہال میں قصاب ایسوسی ایشن کے نمائندوں سے ملاقات کے بعد ضلعی انتظامیہ کی جانب سے نئی قیمتیں مقرر کی گئی ہیں جس کے مطابق مٹن کی نئی قیمت 700روپے جبکہ بیف کی فی کلو قیمت325روپے مقرر کی گئی ہے۔اس سے قبل مٹن کی سرکاری قیمت 500روپے جبکہ بیف کی قیمت250روپے مقرر کی گئی تھی مگر اس کے باوجود شہر کے مختلف علاقوں میں مٹن600سے700روپے فی کلو جبکہ بیف300روپے سے400روپے فی کلو میں فروخت کیا جارہا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر:اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے تاکہ اس کا جواب آ سکے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر16/305سردار وقاص حسن مؤکل،چودھری عامر سلطان چیمہ اور جناب احمد شاہ کھگہ کی ہے۔تینوں معزز ممبران میں سے اس وقت کوئی بھی ممبر موجود نہیں ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر16/306چودھری اشرف علی انصاری کی ہے۔جی،انصاری صاحب!

گوجرانوالہ میڈیکل سٹوروں پر قوت بخش ادویات،ممنوعہ فوڈ سپلیمنٹ اور انجکشن کی سرعام فروخت

چودھری اشرف علی انصاری:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ20۔اپریل2016کی خبر کے مطابق میڈیکل سٹورز پر قوت بخش ادویات کی فروخت جاری،استعمال سے تین تن ساز جاں بحق،سینکڑوں میڈیکل سٹورز مالکان ڈاکٹری نسخہ کے بغیر ممنوعہ فوڈ سپلیمنٹ اور سٹیرائیڈ ادویات اور انجکشن فروخت کرنے میں مصروف ہیں۔ہیلتھ انتظامیہ کی لاپروائی سے رواں ماہ تین تن ساز مطلوب حیدر،رضوان وغیرہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے اور سیکرٹری ہیلتھ نے ای ڈی او سے رپورٹ مانگ لی۔تفصیلات کے مطابق گوجرانوالہ کے سینکڑوں میڈیکل سٹورز پر سرعام قوت بخش ادویات،فوڈ سپلیمنٹ اور سٹیرائیڈ ادویات مبینہ طور پر فروخت کی جا رہی ہیں۔جبکہ ان ادویات کو حاصل کرنے کے لئے کسی ڈاکٹری نسخہ کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ سٹورز مالکان کو بتانے سے آسانی سے مل جاتی ہیں۔اس کے علاوہ گوجرانوالہ کے تمام تن ساز سنٹروں میں بھی

جسم کو بنانے والی ادویات اور فوڈ سپلیمنٹ مل جاتے ہیں جہاں پر تن سازی کرنے والے نوجوانوں کے اساتذہ خود جسم کو خوبصورت بنانے کے لئے فوڈ سپلیمنٹ اور سٹیرائیڈ انجکشن فروخت کرتے ہیں۔ فوڈ سپلیمنٹ اور سٹیرائیڈ استعمال کرنے سے تین تن ساز جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ اس کے باوجود یہ کاروبار عام ہے۔ یہ سب کچھ ڈرگ انسپکٹر اور دیگر محکمہ صحت کے متعلقہ افسران کی ملی بھگت سے ہو رہا ہے۔ اگر اس بابت حکومتی اداروں نے کوئی اقدامات نہ اُٹھائے تو مزید اموات ہونے کا خطرہ ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب متعلقہ محکمہ سے منگوایا جائے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 308/16 بھی چودھری اشرف علی انصاری کی ہے لیکن اب وہ پڑھی نہیں جا سکتی کیونکہ آپ ایک تحریک التوائے کار پڑھ چکے ہیں اس لئے اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 313/16 چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 315/16 محترمہ خدیجہ عمر اور محترمہ باسمہ چودھری کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 316/16 بھی محترمہ خدیجہ عمر اور محترمہ باسمہ چودھری کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 318/16 سردار وقاص حسن مؤکل اور چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 319/16 قاضی احمد سعید اور سردار شہاب الدین خان کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 321/16 محترمہ شُنیلا رُوت، محترمہ ناہید نعیم اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا کی ہے۔ محترمہ شُنیلا رُوت! آپ پہلے ہی ایک تحریک التوائے کار پڑھ چکی ہیں اگر آپ کے علاوہ کوئی اور محرک موجود ہیں تو وہ پڑھ دیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میری اس تحریک التوائے کار کو pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے چونکہ آپ تشریف فرما ہیں اس لئے اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 326/16 چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں

لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے اگلی تحریک التوائے کار نمبر 336 جناب احمد خان بھچر کی ہے۔ جی، بھچر صاحب!

لاہور ترقیاتی منصوبوں میں پانچ کروڑ روپے کی کرپشن کا انکشاف

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نئی بات" مورخہ 4۔ مئی 2016 کی خبر کے مطابق لاہور ترقیاتی منصوبوں میں من پسند فرموں کو نوازنے کا انکشاف ہوا ہے۔ صاف پانی اور سیوریج کے منصوبے میں 5 کروڑ روپے کی مبینہ کرپشن کا سکینڈل منظر عام پر آ گیا۔ اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب نے محکمہ ہاؤسنگ سے جواب طلب کر لیا۔ مالی سال 15-2014 میں 4۔ ارب روپے مالیت کے منصوبہ میں 5 کروڑ روپے کی مالی بے ضابطگیوں کا انکشاف ہوا ہے۔ ذرائع کے مطابق محکمہ ہاؤسنگ کی جانب سے لاہور اور صوبہ بھر میں صاف پانی کی فراہمی اور سیوریج کے منصوبہ میں feasibility study کے لئے میسرز نیشنل ڈویلپمنٹ پروگرام کو ٹھیکہ دیا گیا تھا جس میں محکمہ جات ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجنیئر نگ کے افسران کی ملی بھگت سے قومی خزانے کو 5 کروڑ 93 لاکھ روپے کا نقصان پہنچایا گیا ہے۔ اے جی آفس ذرائع کے مطابق consultant firm کو 5 کروڑ 93 لاکھ روپے اضافی دیئے گئے جس پر محکمہ کی جانب سے سرکاری دستاویز وضاحت بھی فراہم نہیں کی گئیں لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجنیئر نگ (جناب سجاد حیدر گجر): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب next week تک آ جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار باب پاکستان کے حوالے سے ہے میری آپ سے گزارش ہے کہ مجھے اس تحریک التوائے کار کو out of turn پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف! آپ اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

باب پاکستان لاہور کے منصوبے کے ایک حصہ کو کمرشلائز کرنے اور ڈیزائن تبدیل کرنے کا انکشاف

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ باب پاکستان والٹن لاہور کا منصوبہ جو کہ تحریک پاکستان کے شہیدوں، غازیوں اور کارکنوں کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے بنایا گیا تھا تاکہ ان کی شہادتوں، قربانیوں اور ہجرتوں کو ہمیشہ یاد رکھا جائے جس پر 2006 میں بالآخر تعمیر کا آغاز کیا گیا تھا لیکن آج چھ سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے اور اس پر تعمیراتی کام نہیں ہو رہا اس کے پس منظر میں مفاد پرست عناصر سرگرم ہیں وہ چاہتے ہیں کہ اس منصوبے کو اپنے مفادات کے مطابق مکمل کیا جائے جس کے لئے وہ منصوبے کے اصل ڈیزائن کو تبدیل بھی کرانا چاہتے ہیں اگر ایسا کیا گیا تو منصوبے کی اب تک کی تعمیرات کو شدید نقصان ہو گا اور اس پر خرچ کردہ رقم بھی ضائع ہونے کا امکان ہے۔ عوام الناس چاہتے ہیں کہ منصوبے کو فوری طور پر مکمل کیا جائے اور اس کو مفادات کی بھینٹ نہ چڑھایا جائے لہٰذا میری استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میں اس کے حوالے سے تھوڑی سی بات کرنا چاہوں گا کہ 1991 میں وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے اس منصوبے کا افتتاح کیا تھا اور اشتہار کے ذریعے ملک کے بڑے بڑے architects and architecture companies نے حصہ لیا۔ جس شخص نے top کیا اُس کو یہ ڈیزائن دے دیا گیا اور اُس کے ساتھ agreement کر لیا گیا اور کمیٹی کے جن ممبران نے ان کو select کیا آپ ذرا اُن کے ناموں پر غور کریں۔ جسٹس (ریٹائرڈ) جاوید اقبال (مرحوم)، جناب مجید نظامی (مرحوم)، منیر الدین چغتائی (مرحوم)، پروفیسر رضا منور (مرحوم)، ڈاکٹر صفدر محمود اور مختار مسعود۔ یہ شخصیات اُس کمیٹی کے ممبران تھیں جنہوں نے اس ڈیزائن کو پاس کر کے شروع کرایا۔

جناب سپیکر!اس کے نتیجے میں نیشنل میموریل کونسل بنی اور آپ ذرا اُس کونسل کے ممبران کے نام بھی سُنیں۔ میاں ممتاز دولتانہ (مرحوم)، خواجہ محمد صفدر، چودھری محمد حسین چٹھہ، جناب محمود اے ہارون (مرحوم)، مولانا عبدالستار خان نیازی، خواجہ خیر الدین، مجید نظامی، سردار عبدالقیوم (مرحوم)، جسٹس (ریٹائرڈ) جاوید اقبال (مرحوم)، جسٹس (ریٹائرڈ) جناب ذکی الدین پال (مرحوم)، ڈاکٹر ضیاء الاسلام، مولانا محمد اسمٰعیل ذبیح (مرحوم)، مخدوم سجاد حسین قریشی (مرحوم)، جناب زین نورانی (مرحوم)، جام یوسف، قاضی عبدالمجید، اقبال احمد خان وغیرہ۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ اس منصوبہ کے اوپر تقریباً ایک ارب روپیہ خرچ ہو چکا ہے اور اگر اب وہاں پر جاکر دیکھیں تو ہمارے سر شرم سے جُھک جاتے ہیں کہ وہاں پر پانی ہے اور گند ہے۔ اس کی زمین پر مختلف لوگوں کی نظر ہے۔ والٹن روڈ پر اس کی زمین کی ایک پٹی کاٹ کر اس کو کمرشل کیا جارہا ہے کہ یہ لیز پر کمرشل لوگوں کو الاٹ کر دی جائے اور نئے سرے سے اس کا ڈیزائن بنایا جائے۔ وہاں پر ایک ارب روپیہ لگا ہے تو وہاں پر جو ڈھانچہ کھڑا ہے اُس کو گرا دیا جائے یہ انتہائی زیادتی کی بات ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے اوپر اسمبلی کے اندر بات ہونی چاہئے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ یہ قومی نوعیت کا ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے تو اس پر حکومت کی طرف سے ضرور جواب آنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، حکومت سے اس تحریک التوائے کار کا جواب لیں گے۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب آنے تک اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 341 جناب امجد علی جاوید کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 342 محترمہ خدیجہ عمر کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 344 چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 363 محترمہ حنا پرویز بٹ اور جناب امجد علی جاوید کی ہے۔ جی، چودھری صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مختلف تحاریک التوائے کار ایوان میں پیش ہوتی ہیں، پڑھی بھی جاتی ہیں اور کمیٹی کے سپرد بھی کر دی جاتی ہیں لیکن کمیٹی کی مسلسل میٹنگز نہیں ہوتیں۔ ایڈن ہاؤسنگ کے

حوالے سے ایک تحریک التوائے کار فروری 2014 میں آپ نے کمیٹی کے سپرد کی۔ کمیٹی کی میٹنگ ہی نہیں ہوتی اور ایڈن ہاؤسنگ والے اتنے powerful ہیں وہ win over کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب کی بات نوٹ کی جائے اور کل مجھے اس کا جواب چاہئے۔ جی، جناب امجد علی جاوید!

نشتر انسٹیٹیوٹ آف ڈینٹسٹری ملتان سے فارغ التحصیل سولہ طلباء ہاؤس جاب سے محروم

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ نشتر ڈینٹل کالج ملتان کے سولہ ڈاکٹرز رجسٹریشن نہ ہونے کے باعث ہاؤس جاب سے محروم ہو گئے ہیں۔ نشتر انسٹیٹیوٹ آف ڈینٹسٹری ملتان میں PMDC کی طرف سے پچاس نشستیں رجسٹرڈ ہیں مگر چیف سیکرٹری پنجاب کی ہدایت پر 66 طلباء کو BDS میں داخلہ دیا گیا جنہوں نے BDS کی ڈگری مکمل کر لی ہے۔ ڈگری مکمل کرنے کے بعد نشتر ڈینٹل ہسپتال میں 66 کی بجائے 50 طلباء کو ہاؤس جاب کی اجازت دی جا رہی ہے جبکہ دیگر سولہ طلباء کو پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل سے رجسٹریشن نہ ہونے کے باعث ہاؤس جاب سے محروم کیا جا رہا ہے جس کی وجہ سے متاثرہ سولہ طلباء وطالبات سخت پریشانی میں مبتلا ہیں اور ان کا مستقبل اور کیریئر خطرے میں پڑ گیا ہے۔ ڈگری مکمل کرنے والے ڈاکٹرز نے حکومت سے احتجاج کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ انہیں ہاؤس جاب کی سہولت فراہم کی جائے۔ متاثرہ ڈاکٹرز کا یہ بھی کہنا ہے کہ پنجاب کے آٹھ میڈیکل کالجز نشتر میڈیکل کالج ملتان، پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد، راولپنڈی میڈیکل کالج، سروسز انسٹیٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز، شیخ زید میڈیکل کالج رحیم یار خان، قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور، نواز شریف میڈیکل کالج گجرات اور نشتر انسٹیٹیوٹ آف ڈینٹسٹری کی سینکڑوں اسامیاں PMDC سے منظور شدہ نہیں ہیں۔ باقی تمام کالجز کے پرنسپل اور ایم ایس اپنے کالجز کے تمام طلباء وطالبات کو ہاؤس جاب کی سہولت فراہم کر رہے ہیں لیکن نشتر انسٹیٹیوٹ آف ڈینٹسٹری ملتان کے پرنسپل اور ایم ایس نے BDS کے سولہ طلباء کو ہاؤس جاب دینے سے انکار کیا ہے۔ BDS کی پانچ سالہ ڈگری مکمل کرنے کے بعد متاثرہ سولہ ڈاکٹرز اپنے حق کے لئے انصاف کی اپیل کر رہے ہیں اور اپنا مستقبل بچانے کے لئے سراپا احتجاج ہیں۔ اس صورتحال کی وجہ سے طلباء وطالبات، ان کے والدین

اور آئندہ داخلہ لینے والے students میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے للذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں کورم کی نشاندہی کرتی ہوں کہ کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنیٹاں بجائی گئیں)

جی، گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب سپیکر: کورم پورا ہے۔ کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر پنشن فنڈ پنجاب کی سالانہ رپورٹ برائے سال 11-2010 اور 12-2011 پر عام بحث ہوگی۔ بحث کا آغاز متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اپنی تقریر سے کریں گے جو ممبران بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام درج کروادیں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ!

پنشن فنڈ پنجاب کی سالانہ رپورٹ برائے سال 11-2010 اور 12-2011 پر عام بحث

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! پنشن فنڈ پنجاب کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2012 پر حکومت پنجاب کے جاری کردہ قانون پنجاب پنشن فنڈ ایکٹ 2007 کے نتیجے میں پنجاب پنشن فنڈ کا ادارہ وجود میں آیا ہے۔ ادارے کا مقصد حکومت

پنجاب کے ملازمین کی متوقع پنشن کی مد میں مالی ذمہ داریوں کی تیزی سے بڑھتی ہوئی مقدار کو مہیا کرنے کے لئے مناسب سرمایہ کاری کے ذریعے منافع کا حصول ہے۔ حکومت پنجاب اس ادارے کو رقوم فراہم

کرتی ہے اور ادارہ ان رقوم کی سرمایہ کاری مختلف طویل مدتی اور قلیل مدتی مالی سکیورٹیز میں کرتا ہے۔ اس ادارے کے انتظامی امور کو سنبھالنے کے لئے ایک مینجمنٹ کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جس میں حکومت پنجاب کے نمائندوں کے ساتھ ساتھ نجی شعبے سے تعلق رکھنے والے ماہرین بھی شامل ہیں۔ ادارہ اپنی تمام سرمایہ کاری منظور کردہ ایکٹ اور اس کے تحت بنائے گئے قوانین اور انوسٹمنٹ پالیسی کے تحت انجام دیتا ہے۔ پنجاب پنشن فنڈ ایکٹ 2007 کی شق 23 کے تحت پنجاب پنشن فنڈ کی سالانہ رپورٹ برائے مالیاتی سال 2012 بشمول متعلقہ میزانیہ، آمدنی و اخراجات اور آڈیٹر رپورٹ اسمبلی میں پیش کئے جا چکے ہیں۔ مالیاتی سال 2012 کے آغاز یعنی یکم جولائی 2011 کو پنجاب پنشن فنڈ کی زیر نگرانی اثاثوں کی مالیت 13۔ ارب 70 کروڑ اور 80 لاکھ روپے تھی۔ فنڈ نے اپنی سرمایہ کاری کے نتیجے میں اس سال ایک ارب 91 کروڑ 90 لاکھ روپے کا منافع کمایا جبکہ فنڈ کے انتظامی اخراجات 2 کروڑ 20 لاکھ روپے پر مبنی تھی۔ مالیاتی سال 2012 کے اختتام پر یعنی 30۔ جون 2012 کو پنجاب پنشن فنڈ کی زیر نگرانی 15۔ ارب 60 کروڑ اور 50 لاکھ روپے کے مجموعی اثاثہ جات موجود ہیں۔ پنجاب پنشن فنڈ کی سرمایہ کاری کا انحصار طویل اور قلیل مدتی سکیورٹیز پر ہے۔ طویل مدتی سرمایہ کاری میں حکومت پاکستان کے جاری کردہ پاکستان انوسٹمنٹ بانڈز اور نجی اداروں کے جاری کردہ نجی Corporate Bonds ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ قلیل مدتی سرمایہ کاری میں حکومت پاکستان کے جاری کردہ Treasury Bills اور Bank deposit شامل ہیں۔ مالیاتی سال 2012 کے اختتام پر یعنی 30۔ جون 2012 کو فنڈ کی سرمایہ کاری پاکستان انوسٹمنٹ بانڈز 9۔ ارب 48 کروڑ، نجی بانڈز 50 کروڑ 10 لاکھ روپے، حکومتی بلز 13 کروڑ 90 لاکھ روپے اور 5۔ ارب 34 کروڑ 90 لاکھ روپے کے bank deposits پر مشتمل تھی۔ فنڈ نے مالیاتی سال 2012 میں 13.79 فیصد کا خالص منافع کمایا جو کہ ایک تسلی بخش کارکردگی میں شمار ہوتا ہے۔ آڈیٹر کی سالانہ رپورٹ برائے مالیاتی سال 2012 بھی اسمبلی میں پیش کر دی گئی ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق پنجاب پنشن فنڈ کی کارکردگی اطمینان بخش ہے۔ مالیاتی سال 2012 میں فنڈ نے Central Depository Company کو اپنا trustee مقرر کیا۔ اس امر سے نہ صرف فنڈ کے اثاثوں کو مجموعی طور پر تحفظ اور استحکام ملے گا بلکہ ادارہ مزید قابل مواخذہ ہو گا۔

معزز ممبران سے گزارش ہے کہ پنجاب پنشن فنڈ کو مزید فعال بنانے کے لئے اپنی قیمتی آراء سے آگاہ کریں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اس بحث کے لئے اپوزیشن کی طرف سے کوئی نام نہیں آیا ہے۔ میرے پاس ایک ہی نام ابھی تک رانا ارشد صاحب کا آیا ہے۔ میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ جو ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام درج کروادیں۔ رانا ارشد صاحب! آپ نے نام لکھوایا ہے۔ جی بات شروع کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں بھی اپنا نام پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! جی، ٹھیک ہے آپ نے نام پیش کر دیا ہے۔قائد حزب اختلاف بھی آ گئے ہیں اور آپ کا نام بھی آ گیا ہے۔ دیکھتے ہیں کہ کیا کرتے ہیں؟ جی، رانا ارشد صاحب! آپ تشریف رکھیں کیونکہ گورنمنٹ کی طرف سے پارلیمانی سیکرٹری نے بول لیا ہے اب اپوزیشن والوں سے بھی پوچھ لیتے کہ کیا وہ اس پر بولنا چاہتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں نے پہلے اپنا نام دیا ہے۔

جناب سپیکر: رانا ارشد صاحب! آپ نے نام تو پہلے دے دیا ہے وہ تو ٹھیک ہے کہ پہلے نام تو کسی اور کا نہیں تھا اگر آپ مہربانی کریں تو میں ان سے پوچھ لیتا ہوں۔ چلیں، آپ ہی پہلے بات کر لیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ ابھی تیاری کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی معزز پارلیمانی سیکرٹری نے دو سال کی رپورٹ پیش کی ہے جو سرکاری ملازم ریٹائرڈ ہوتے ہیں تو ان کے limited benefits ہو جاتے ہیں۔ گورنمنٹ آف پنجاب کی پالیسی کے تحت اب الحمدللہ پنشن فنڈ میں پچھلے سال کی نسبت ڈبل اضافہ ہوا، اس سے یہ ایک impact پیدا ہو گا کہ جو ریٹائرڈ لوگ ہیں وہ بھی ہمارے ہیں اور ان کو benefit پہنچانا بھی ultimately گورنمنٹ کی ہی ذمہ داری ہوتی ہے۔ پہلے جس طرح وہ کبھی پنشن لینے کے لئے لائنوں میں کھڑے ہوتے تھے تو آج ان کو facilitate کیا گیا ہے اور ان کے لئے آسانیاں پیدا ہو چکی ہیں۔ گورنمنٹ آف پنجاب نے اس کے لئے بڑے bold steps لئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں ہمیں مزید بہتری لانی ہے تاکہ ہم ان ریٹائرڈ لوگوں کو جو کہ ہمارے بزرگ میل اور فی میل ہیں ان کو facilitate کرنا اور ان کا ہر لحاظ سے خیال رکھنا اور جیسے۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! جیسے میٹرو بس میں senior citizens کے لئے سپیشل کارڈ جاری کئے گئے ہیں اور ان کے لئے sitting area خصوصی طور پر declare کیا گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ آف پنجاب کے قابل تحسین steps ہیں۔ اسی طرح جو اُن کے لئے ہیلتھ سے related cards issue کئے گئے ہیں اس کو بھی میں appreciate کرتا ہوں اور انشاءاللہ گورنمنٹ آف پنجاب under the supervision of Chief Minister جو steps لے رہی ہے میں بطور ممبر اُن steps کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، اپوزیشن کی طرف سے کوئی صاحب اس پر بات کرنا چاہے گا؟

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! جی، میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، جناب محمد صدیق خان!

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ دنیا نیوز میں ایک رپورٹ مظفر گڑھ میں پنشن فنڈ کے حوالے سے آئی تھی۔ "دنیا ٹی وی" پر ایک خبر آئی تھی کہ پنجاب کے جو پنشنرز ہیں ان کے پنشن فنڈز میں 63 کروڑ روپے کی embezzlement ہوئی ہے۔ ایک طرف گورنمنٹ کی طرف سے حکومتی بنچز سے تعریف کی جا رہی تھی کہ پنشنرز کی ویلفیئر کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: خان صاحب! یہ آپ کون سی تاریخ کی بات کر رہے ہیں؟

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں کل کے دن کی بات کر رہا ہوں کہ گورنمنٹ نے پنشنرز کی ویلفیئر کے لئے جو اقدامات کئے ہیں۔ میٹرو ٹرین جو ابھی تک incomplete project ہے اور highly disputed ہے۔ کورٹس میں اب بھی اس پراجیکٹ کے حوالے سے مختلف سوالات اٹھائے جا رہے ہیں تو میں عرض کروں گا کہ پنشنرز کے فنڈز میں جو 63 کروڑ روپے کی ایک صوبے میں کرپشن

اور بد دیانتی ہوئی ہے کیا یہ موجودہ حکومت کی تعریف میں بات جاتی ہے یہ بہت بڑا سوال اٹھتا ہے ؟اب اس ملک کا جو burning issue ہے وہ کرپشن ہے، چاہے وہ پاناما لیکس کی بات ہو۔۔۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! Proceeding کے حوالے سے پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

جناب سپیکر: قادری صاحب! آپ اپنے آپ کو تیار رکھیں، میں آپ کو ٹائم دوں گا۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! میں ہر وقت تیار ہوں۔

جناب سپیکر: جی، جناب محمد صدیق خان!

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! آج اس ملک میں سب سے بڑا issue کرپشن کا ہے چاہے پاناما لیکس کے حوالے سے ہو، چاہے انصاف کے حصول کے حوالے سے ہو کیونکہ سارے civil institutions کرپٹ ہو چکے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے "دنیاٹی وی" کی خبر quote کی ہے، کل ایک بجے "دنیاٹی وی" نے خبر دی کہ 53 کروڑ کی کرپشن ہوئی ہے۔ جہاں پانچ ہزار روپے پنشنرز کو دیئے جاتے تھے وہاں ایک زیرو اور لگا دیا جاتا تھا اور پانچ ہزار کے 50 ہزار بن جاتے تھے۔ یہاں ہم اس رپورٹ کو کیسے appreciate کر سکتے ہیں؟ میں اس معزز ایوان کے سامنے یہ بات رکھتا ہوں کہ ہر ادارہ جو کرپشن زدہ ہے ان کے خلاف کارروائی اور انکوائری ہونی چاہئے اور قانون کے کٹہرے میں لانا چاہئے کیونکہ یہ ملک ہمارا ملک ہے اور ہمارے بچوں کی محفوظ آماجگاہ ہے جو کہ آج ہر طرف سے گھرا ہوا ہے بالخصوص کرپشن اس ملک کی معیشت کو دیمک کی طرح چاٹ رہی ہے۔ کوئی بھی معاشرہ اُس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جس معاشرے میں کرپشن اور ناانصافی ہو۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کی موجودگی میں بالخصوص پنشنرز کے فنڈ پر بھی ڈاکا ڈالا جا رہا ہے تو اس رپورٹ کی کیسے تعریف کی جا سکتی ہے اور کیسے endorse کیا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر: قادری صاحب! ان کے بقول کہ "دنیاٹی وی" کی ایک خبر ایک بجے کی بتائی ہے کہ اس میں 53 کروڑ روپے کی کرپشن کی خبر چل رہی ہے۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! تمام خبروں کی sanctity پر یقیناً ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہوتا ہے اور یقیناً investigate ہو گا۔ آپ کو پتا ہے کہ میاں محمد شہباز شریف کا حکم ہے کہ اس طرح کی کوئی

بھی خبر unattended نہیں جاتی لیکن اس خبر کا معذرت کے ساتھ میٹرو بس اور اورنج ٹرین کے ساتھ کیا تعلق ہے؟

جناب سپیکر: اس بات کو چھوڑیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! اس کو کس طرح چھوڑیں؟ نظر یہ آ رہا ہے کہ 2013 میں جب میٹرو بس بنی تھی تو لاہور نہیں بلکہ پنجاب صاف ہو گیا اور اب اورنج ٹرین بنے گی۔ یہ بات طے ہے کہ صوبائی دار لحکومت یا بڑے شہر میں ہونے والی انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ کے ثمرات پورے ملک میں جاتے ہیں۔ جب اس کی صفائی ہوتی نظر آ رہی ہے تو اُس پر بھی رونا شروع کر دیتے ہیں۔ جہاں تک پاناما لیکس کا تعلق ہے تو کمیشن بن چکا ہے اور TORs بن رہے ہیں۔ جو بھی TORs بنیں گے ہم بھی اس کے پابند ہیں۔ وہ قرضہ خور اور پیسے کھا جانے والے اور نیازی سروسز کے نام پر۔۔۔(قطع کلامیاں)

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! یہ کیا بات کر رہے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ آپ سن رہے ہیں کہ یہ کیا باتیں کر رہے ہیں؟

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! اب جواب لیں ناں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! میں سن رہا ہوں۔ جیسے آپ بولتے ہیں، اب ان کو بھی بولنے دیں اور سننے کی ہمت پیدا کریں۔ ایسے نہ کیا کریں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! اگر بات کی ہے تو سننے کی ہمت کریں۔ [****] (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، آپ کسی کا نام نہ لیں۔ نام والے الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! جو پیسے چوری کئے ہیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ ڈاکے اور غنڈہ گردی نہیں چلے گی۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! میاں محمود الرشید! میں آپ کو ساری زندگی بولنے نہیں دوں گا۔ اب آپ صبر کریں۔

MR SPEAKER: Order please, order please.

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! اگر مجھے یہ بولنے نہیں دیں گے تو میں ان کو ایوان میں تقریر نہیں کرنے دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ یہ بات آپ کی ٹھیک نہیں ہے اور مناسب نہیں ہے۔ آرڈر پلیز۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ غنڈہ گردی کرتے ہیں۔ یہ مجھے کیسے نہیں بولنے دے سکتے؟

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! یہ کیا طریق کار ہے اور کیا گفتگو ہے؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! کیا کرتے ہیں، آپ ہر بات کو الٹ لیتے ہیں؟

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! یہ [*****] نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ نام لے کر بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے اُن کے الفاظ کو حذف کروا دیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پاناما لیکس کی بات کرنے پر ان کو تکلیف ہوتی ہے۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! یہ ان کی حالت ہے کہ یہ جھوٹے الزام لگاتے ہیں اور جب ہماری جواب دینے کی باری آئے تو سنتے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کی بڑی مہربانی اور تشریف رکھیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! یہ [*****] میری نہیں ہے جو 1983 میں بنی تھی۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب! ایسا نہ کریں۔ تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس بے چارے کو بول لینے دیں اور اس کی باری آ لینے دیں۔ یہ بے چارا اتنا [***] ہے اس لئے اس کو وزیر بنائیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! یہ بیچ میں بولتا ہے اس کو پارلیمانی آداب سکھائیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! یہ [***] کے الفاظ آپ واپس لیں اور ان الفاظ کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔ مجھے اب اُن کی بات بھی سننے دیں ناں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! یہ دو سال کے بچوں کی طرح بیچ میں بولتا ہے۔ میں احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ شاہ صاحب! ایسا نہ کیجئے گا۔Be relevant

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ چور مچائے شور والی بات ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، آپ کو اجازت نہیں ہے اور میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میری عرض تو سنیں۔

جناب سپیکر: جی، لیڈر آف دی اپوزیشن! آپ کیا بات کرنا چاہ رہے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں معزز ممبر سید زعیم حسین قادری سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ واک آؤٹ نہ کریں۔ وہ واک آؤٹ اس لئے کر رہے ہیں کہ ان کو منسٹر نہیں بنایا گیا۔ ان کے اتنا بولنے اور ترجمانی کرنے کے باوجود وہ وزیر نہیں بن رہے۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! ان کو آپ پارلیمانی آداب سکھائیں۔He should apologise.

جناب سپیکر: آپ سب میری بات سنیں۔ آپ تمام بڑے معزز ممبران ہیں لہٰذا مہربانی فرما کر اپنی گفتگو تہذیب کے دائرے میں رہ کر کریں۔ دونوں حضرات تہذیب کو ملحوظ رکھیں۔ بڑی مہربانی

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ چور کیوں شور مچاتے ہیں؟ جب ہم چور ڈاکوؤں کی بات کرتے ہیں تو ان کو تکلیف کیوں ہوتی ہے؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ کو تو کسی بات کا پتا ہی نہیں ہے، آپ کدھر تھے؟ پلیز! بیٹھ جائیں۔ میں نے آپ کو floor نہیں دیا لہٰذا مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! He should apologise ورنہ میں احتجاجاً واک آؤٹ کروں گا۔ (شور وغل)

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: مہربانی کریں اور دونوں طرف سے ماحول کو خراب نہ کریں۔ شاہ صاحب! آپ فراخدلی کا ثبوت دیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! انہوں نے غلط بات کی ہے۔ یہ میری بات کے درمیان بولتے ہیں۔ ان کو معذرت کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میری بات سنیں۔ آپ کو بات کرنے کا پورا حق ہے۔ وہ بھی اس ایوان کے معزز ممبر ہیں۔ میں نے آپ سے ایسی بات نہیں کی بلکہ گزارش کی ہے۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! آپ تو ہمارے مائی باپ ہیں لیکن میں آج کے بعد ان کو دو سال بولنے نہیں دوں گا۔ (قطع کلامیاں)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہ رہا ہوں کہ۔۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب! ان کی بات سن کر میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! He should apologise ورنہ میں واک آؤٹ کروں گا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! انہوں نے کیا کہا ہے؟ انہوں نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔ جو بات انہوں نے کی تھی وہ میں نے expunge کر دی ہے۔ بڑی مہربانی

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! یہ معذرت کریں ورنہ میں واک آؤٹ کروں گا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ایسے نہ کریں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ آپ پلیز! بیٹھ جائیں۔ اب آپ بات کریں، میں ان کو پھر floor دے دوں گا۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! یہ قائد حزب اختلاف ہیں اور ان کا بڑا honourable مقام ہے۔ میں جونیئر بھی ہوں اور ان کا چھوٹا بھائی بھی ہوں۔ میں ایک بات کر رہا ہوں۔ انہوں نے جن باتوں کا جواب دیا ہے تو اگر انہوں نے کوئی irrelevant بات کی ہے تو میں نے اس کا جواب تو دینا ہے۔ حکومت کی طرف سے میری ذمہ داری ہے اور میں اس کا جواب دے رہا ہوں جبکہ موصوف بیچ میں بول رہے ہیں۔ یہ میرے بڑے بھائی ہیں۔

He is the Leader of the Opposition and he is at a very honourable position. He is very honourable, Sir.

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!ان کے علاوہ کوئی بات کرے تو دوسری بات ہے لیکن مجھے بہت افسوس ہے اور میں تو ویسے بھی حضرت کا نیاز مند ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، شاہ صاحب!آپ غصے کو چھوڑ دیں اور تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اتنے عرصے سے یہ بول رہے ہیں تو انہیں آپ منسٹر بنا دیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! یہ پھر سے بیچ میں بول رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر یہ الفاظ انہیں برے لگے ہیں تو میں اپنے یہ الفاظ واپس لیتا ہوں کہ انہیں آپ منسٹر نہ بنائیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کا بہت مشکور ہوں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں نے تو یہی عرض کیا کہ عرصہ ہو گیا ہے کہ آپ اتنے بے باک طریقے سے حکومت کو defend کرتے ہیں۔ انہیں حلف اٹھوائیں اور انہیں منسٹر بنائیں۔ میں نے تو یہ کہا ہے۔ اس پر اگر وہ ناراض ہوتے ہیں تو میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں اور ان سے sorry کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: شاباش۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! اس معزز ایوان کے سامنے اگر میں نے غلط بات کی ہے۔ "دنیا نیوز" میں کل یہ خبر چلی ہے جسے میں نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے کیونکہ پنشنرز کا case آیا تھا۔ حکومتی بنچز کی طرف سے اس رپورٹ کو support کرنے کے لئے quote کیا گیا تھا۔ کس کو؟ میٹرو ٹرین کو quote کیا گیا تھا۔ اس پورے ملک میں اس وقت جو burning issue ہے وہ کرپشن کا issue ہے۔ میں نے اس پر بات کی تھی کہ ایک ضلع مظفر گڑھ میں 630 ملین کا فراڈ ہوا ہے اور کس پر وہ ڈاکا ڈالا گیا ہے؟ وہ پنشنرز کے پیسوں پر ڈاکا ڈالا گیا ہے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ حکومت کو اس طرح کے اقدامات اٹھانے چاہئیں اور ہمیں قصیدہ گوئی نہیں کرنی چاہئے۔ ہمارا ملک ہر طرف سے مصائب میں گھرا ہوا ہے چاہے وہ خارجہ پالیسی ہو، یہ جو منصور اختر کا معاملہ ہوا ہے تو یہ اسامہ بن لادن سے بڑا مسئلہ ہے جس سے ہماری معاشی اور معاشرتی ترقی رک چکی ہے، ہماری شخصی اور قومی آزادی under threat ہے۔

جناب سپیکر! وہ اس حوالے سے ہے کہ ہماری independent economy نہیں ہے۔ ہماری independent economy کیوں نہیں ہے کہ یہ کرپشن ہمارے institutions میں آ چکی ہے۔ ہمارے اداروں میں کرپشن آ چکی ہے جس نے ہماری معاشی ترقی کو روک دیا ہے۔ ہماری معاشرتی ترقی کو روک دیا ہے اور ہماری معیشت dependent بنا دی گئی ہے۔ ہم دوسری اقوام پر انحصار کر رہے ہیں اور جب ہم دوسری اقوام کی معیشت پر انحصار کریں گے تو ہم اپنی قومی آزادی کو کبھی بھی قومی آزادی نہیں کہہ سکتے، میں تو یہ بات کر رہا تھا۔ آپ نے پاناما لیکس کی بات کی اور آپ نے میٹرو ٹرین کی بات کی۔ یہ تو سفید ہاتھی ہیں جنہیں دو، دو بلین روپے کی ایک ایک سال کی سبسڈی دے رہے ہیں تو یہ کیسے viable project ہو سکتے ہیں؟ یہ پچپن پچپن بلین کے پراجیکٹ ہیں حالانکہ ان کی جو original amount اور ان کے جو original PC-I تھے وہ کہیں کم تھے لیکن یہ ساری چیزیں بادشاہت کی نذر ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ہوش کے ناخن لینے چاہئیں کیونکہ ہمارا ملک under threat ہے۔ ہماری معیشت تباہ حال ہے۔۔۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! پبلک ویلفیئر کے ادارے کس طرح۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ صدیق خان صاحب! اپنی بات کو wind up کریں۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! یہ ہمارے لیڈروں کی توہین کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ انہیں بات کرنے دیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! اگر کل اجلاس ہوا تو جتنے بھی international monitoring institutions ہیں جتنے بھی پنجاب گورنمنٹ کے ٹارگٹس تھے اور جتنے بھی وفاقی حکومت کے ٹارگٹس تھے، چاہے وہ جی ڈی پیز کے حوالے سے تھے، چاہے وہ تعمیر و ترقی کے حوالے سے تھے، چاہے وہ کرپشن کو ختم کرنے کے حوالے سے تھے۔ میں وہ آپ کے سامنے پیش کروں گا اور اس معزز ایوان کے سامنے پیش کروں گا۔ ہم جی ڈی پی کے ٹارگٹس achieve کر سکے، ہم کرپشن کو ختم کرنے کے ٹارگٹس achieve کر سکے اور نہ ہی ہم تعمیر و ترقی کے حوالے سے ٹارگٹس achieve کر سکے اور بالخصوص ہمارے جو energy crisis ہیں اس حوالے سے ہمارے جو بلند و بانگ دعوے تھے اس میں بھی ہم کوئی achievement حاصل نہیں کر سکے۔ یہ لمحہ فکریہ ہے اور یہ لمحہ فکریہ ہے۔

(اذان ظہر)

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! انہوں نے جس خبر کا تذکرہ کیا تھا اور میں نے عرض کیا تھا کہ اس کی تحقیقات ہو رہی ہیں۔ نیشنل بنک میں وہاں پر embezzlement کی گئی تھی جس میں پانچ لوگ گرفتار کئے جا چکے ہیں five people who were arrested اور ایف آئی اے کو یہ case سونپ دیا گیا ہے time limit کے ساتھ کہ as early as possible باقی تمام لوگوں کو گرفتار کرے۔

جناب سپیکر! جہاں تک انہوں نے معیشت کا ذکر فرمایا ہے تو آج دنیا کے معتبر ترین financial اداروں جن میں موڈیز اور وال سٹریٹ یہ کہہ رہے ہیں کہ پاکستان کی پوزیشن بہت زیادہ مستحکم ہوئی ہے as far as micro-economic indicators are concerned آج پاکستان نے 21 بلین ڈالر کی سطح تاریخ میں پہلی بار عبور کی ہے۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت 2013 میں جب آتی ہے تو growth rate 2.1 percent ہوتا ہے اور آج دنیا کے انٹرنیشنل ادارے for reported 3 percent تک لے کے جاتے ہیں۔ ہمارا deficit بجٹ 8.5 فیصد سے زیادہ تھا اور آج انشاء اللہ 4 فیصد تک لایا گیا ہے۔ یہ تمام وہ indicators ہیں جنہیں پوری دنیا کے معتبر ادارے دیکھ رہے ہیں اور اسی لئے چین جیسا ملک جو پاکستان میں دنیا کی تاریخ کی سب سے بڑی انوسٹمنٹ کرنے جا رہا ہے وہ پاکستان میں 46 بلین ڈالرز کی انوسٹیمنٹ کیوں کر رہا ہے کیونکہ آپ میں depth financial ہے۔ آپ دنیا کی نظر میں financially viable proposition بن چکے ہیں اور یہ کاوش اور کوشش یقیناً حکومت کی کامیابی ہوگی۔ آپ نے دیکھا کہ دنیا کے تمام indicators ہماری طرف ایک بڑھوتری کا اشارہ کر رہے ہیں۔ یقیناً انہوں نے ہیلتھ کی بات کی اور ایجوکیشن کی بات کی ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب میں بلکہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار آج ہیلتھ کا بجٹ 166۔ ارب روپے تک پہنچ گیا ہے۔ 2008 میں جب ہم آئے تھے تو 17۔ ارب روپے تھا۔ 27 percent of the total budget was spent on education یعنی اگر ہیلتھ اور ایجوکیشن جو پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت کی priorities ہیں اور اگر اس کو اکٹھا کیا جائے تو 41 percent of the total budget یعنی 41 فیصد بجٹ ہے۔ ہم نے تو کبھی نہیں کہا کہ میاں محمد نواز شریف کی حکومت آئے گی تو ساتھ تیل بھی اس ملک میں نکل آئے گا۔ راتوں رات چیزیں درست نہیں ہوتیں لیکن وہ

guarantees کی financial infrastructure جو مر چکا تھا، جو دستیاب نہیں تھا، لوگوں نے آپ کی guarantees call کر لیں تھیں اور لوگ آپ کو sovereign guarantee نہیں دیا کرتے تھے۔ اب آپ کو لوگ چوم چاٹ کر guarantees بھی دیتے ہیں اور آپ کی guarantee تسلیم بھی کرتے ہیں۔ یہ ہے فرق 2008 سے پہلے کا اور آج کا۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم نے پوری کوشش کی ہے انشاء اللہ تعالیٰ 2018 تک 15 ہزار میگا واٹ کے قریب بجلی سسٹم میں شامل کریں گے جو economic activity اور economic کی روح ہے اور اس ملک کی معیشت کو مزید مستحکم کریں گے۔

تعزیت

سابق ممبر پنجاب اسمبلی اور ایم این اے نوابزادہ راجہ اقبال مہدی کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ مہربانی۔ جی، یہ ایک خبر ہے نوابزادہ راجہ اقبال مہدی جو اس ایوان کے معزز ممبر بھی رہ چکے ہیں اور اب وہ ایم این اے بھی تھے وہ اس دفعہ غالباً پانچویں دفعہ ایم این اے تھے اُن کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے کیونکہ اُن کا جنازہ ہو چکا ہے ابو حفص غیاث الدین صاحب آپ دُعا کروا دیں۔

(اس مرحلہ پر نوابزادہ راجہ اقبال مہدی کی روح کے ایصال ثواب
کے لئے دُعا مغفرت کی گئی)

پنشن فنڈ پنجاب کی سالانہ رپورٹ برائے سال 11-2010 اور 12-2011 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں ایک تھوڑی سی وضاحت اس حوالے سے کرنا چاہتا ہوں یہ جو کہہ رہے تھے کہ اُس خبر کی authentication کرنا ضروری ہے میں اس معزز ایوان کے یہ بات علم میں لانا چاہتا ہوں کہ آڈیٹر جنرل آف پاکستان نے اُس کیس کی انکوائری کی ہے اور وہ انکوائری سامنے آچکی ہے۔ معزز ممبر کے نوٹس میں نہیں تھا یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ معافی مانگیں تو میں عرض کر رہا ہوں کہ آڈیٹر جنرل آف پاکستان نے اس بات کی انکوائری کی ہے۔ جو آپ Financial Management کی

بات کر رہے ہیں آپ Express Tribune کی کل کی IMF کی رپورٹ پڑھیں انہوں نے تو آپ کو loan دینے کے لئے جو آپ کا ضمنی بجٹ ہے اُس پر پابندی لگا دی ہے کہ آپ constitutional change لے کر آئیں۔ آپ فنانس کی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی آپ کا ٹائم پہلے ختم ہو چکا ہے آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! 24 تاریخ کا Express Tribune اس کا صفحہ نمبر 9 ہے اس کی رپورٹ پڑھ لیں اسے میں کل پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، وہ لکھی ہوئی ہے، آپ کی لکھی ہے پھر تو ہم قبول کر لیتے ہیں۔ جی، مہربانی۔ جی، میاں محمود الرشید! آپ بولنا چاہتے ہیں اس بارے میں بولیں۔

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پنشن فنڈ کے حوالے سے بھی تھوڑی بات کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: بات اسی کے بارے میں کرنی ہے اور تھوڑی سی بات کیا کرنی ہے؟

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! دیکھیں سید زعیم حسین قادری نے ابھی یہاں پر۔۔۔

جناب سپیکر: وہ آپ کے برخوردار ہیں۔

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! انہوں نے پانچ سات منٹ کی تقریر فرمائی ہے دیکھئے وہ کہہ رہے ہیں financially ہمیں بڑا boost مل گیا ہے اور per capita income یہ ہو گئی ہے پاکستان کی تاریخ گواہ ہے کہ اتنے زیادہ قرضے پاکستان کی تاریخ میں کبھی نہیں لئے گئے۔ پیپلز پارٹی کے پانچ سالہ دور میں جب قرضے لئے گئے تو میاں صاحبان اور پوری قوم پریشان تھی انہوں نے آکر وہ ریکارڈ بھی توڑ دیا اور تین سال کے اندر اُتنے قرضے لئے جتنے پیپلز پارٹی نے پانچ سال میں نہیں لئے تھے اور پچھلے ستر سال میں کبھی اتنے قرضے نہیں لئے گئے۔ یہ ان کی پرفارمنس ہے کہ قرضوں کے لئے کشکول پکڑی ہوئی ہے، کشکول کے توڑنے کی بات ہوتی تھی اب اُس کا سائز بھی بڑا کر دیا اور مضبوطی سے اُس کو تھام بھی لیا ہے آپ ان کی انتخاب سے پہلے کی تقریریں دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ایک منٹ، دیکھیں زعیم حسین قادری صاحب نے ایوان میں پانچ منٹ لگائے ہیں کہ جناب سب اچھا ہے growth rate جو مقرر کیا گیا تھا وہ آج تک پچھلے تین سالوں میں ہم meet نہیں کر سکے، برآمدات میں 27 فیصد ہماری کمی ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں سب سے زیادہ ہماری برآمدات اب متاثر ہو رہی ہیں اور balance of payment کا ستیاناس ہو گیا ہے۔ فافن کی رپورٹ یہ کہہ رہی ہے کہ کرپشن میں صوبہ پنجاب نمبر 1 ہے، پتا نہیں یہ کس دنیا میں رہ رہے ہیں، پتا نہیں انہیں کہاں ترقی نظر آ رہی ہے؟ میاں محمد شہباز شریف میرے محترم ہیں انہوں نے لوڈ شیڈنگ ختم کرنے کا وعدہ کیا اور کہا کہ میں چھ ماہ دور کروں گا، اُس کے بعد کہا دو سال میں کروں گا، اُس کے بعد کہا تین سال میں ختم کر دوں گا۔

جناب سپیکر! یہاں تو لوگ جھلس رہے ہیں، یہاں تڑپ رہے ہیں، بجلی نہ آنے کی وجہ سے بلک رہے ہیں اور کسان کی فصلیں سوکھ رہی۔ اُن کے کھیت بجلی نہ آنے کی وجہ سے سیراب نہیں ہو رہے تو یہ کدھر بیٹھے ہیں، انہیں کہاں ترقی نظر آ رہی ہے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کوئی ایک دن اس پر رکھ لیں اور اس پر debate کر لیتے ہیں کہ ملک بہتری کی طرف گیا ہے یا تنزلی کی طرف آیا ہے۔ یہ جو بین الاقوامی ادارے ہیں اُن کی رپورٹ کے مطابق Human Development کے اوپر ہم دنیا کے 144 نمبر پر ہیں۔ انسانوں کے اوپر جو اخراجات ہوتے ہیں جس میں ترقی یافتہ جو اقوام ہیں وہ سب سے زیادہ خرچ کرتی ہیں۔ اُن کی صحت پر تعلیم پر اور اُن کے جان و مال کے تحفظ پر ہمارا نمبر 144 واں ہے، فی کس آمدنی میں ہمارے 40 فیصد سے زیادہ لوگ سطح غربت سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں اور فی کس آمدنی میں ہمارا دنیا کے اندر 133 واں نمبر ہے۔ پتا نہیں کہاں بیٹھے قادری صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ ترقی ترقی۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر ایوان چلنا ہے تو ایک دن اس بحث کے لئے رکھ لیں پتا چلے کہ ہم ترقی کی طرف جا رہے ہیں یا تنزلی کی طرف جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ یہاں پر یہ پنشن فنڈ کے حوالے سے جو رپورٹ یہاں لکھی ہوئی پڑھی گئی اُس میں جو اصل spirit ہے یہ پنشن فنڈ اس لئے نہیں ہے کہ آپ اس کو کسی بنک میں fix deposit کروا دیں یا اُس کے کوئی بانڈز خرید لیں، کوئی مرکزی حکومت کے خرید لے، کوئی صوبائی حکومت کے خرید لے کسی اور اداروں کے خرید لیں اور اس میں سود پر سود جمع ہوتا جائے۔ پنشن فنڈ کا اصل مقصد ہے کہ جو ہمارے بوڑھے پنشنرز ہیں اُن کی فلاح و بہبود کے اوپر خرچ ہو اور اُن کو facilitate کیا جائے۔

جناب سپیکر! معاملہ یہ ہے کہ سپریم کورٹ نے اور محتسب اعلیٰ نے فیڈرل حکومت کے ملازمین کی پنشن تو دُگنی کر دی لیکن پنجاب حکومت کی کارکردگی اتنی مایوس کن ہے کہ سپریم کورٹ کے فیصلے کے باوجود یہ بوڑھے جو ہمارے پنشنرز ہیں یہ دھکے کھاتے پھر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان کی پنشن ڈبل کریں آپ دیکھیں قیمتیں کہاں سے کہاں چلی گئی ہیں۔ ایک وہ شخص جس نے اپنی ساری زندگی حکومت کو سروسز دینے میں گزار دی ہے اور آج وہ دھکے کھاتا پھر رہا ہے۔ ہمارے پاس بہت سے بزرگ آئے ہیں اور وہ معلمات آئی ہیں، وہ اساتذہ آئے ہیں، وہ سرکاری ملازم آئے ہیں 70,70، 80,80 سال اُن کی عمریں ہیں اور وہ سپریم کورٹ کے فیصلے ہاتھ میں لئے پھرتے ہیں اور روتے پھر رہے ہیں، دربدر کی ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں۔ یہ اربوں روپیہ جمع کرنے کی بجائے جو سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا ہے اُن کی پنشن کو آپ ڈبل کریں، اُس فیصلے کے اوپر آپ عملدرآمد کروائیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات جو میں سمجھتا ہوں کہ پنشنرز کے اندر جو نان گزیٹڈ ہیں، جو lower staff ہے اُن کو یہ جو میڈیکل الاؤنس ہے اُس کی facility نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنشن فنڈز کو بڑھانے کی بجائے آپ جو ہمارے نان گزیٹڈ پنشنرز ہیں اُن کو میڈیکل الاؤنس دیں اور جو سپریم کورٹ کا فیصلہ آیا ہے اور جو وفاقی محتسب کا فیصلہ آیا ہے تو پہلے حکومت نے ہائی کورٹ کے فیصلے کو چیلنج کیا، سپریم کورٹ کا فیصلہ آئے ہوئے بھی آج دو سال سے زائد کا عرصہ ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ خدارا یہ پنشن فنڈ میں 20۔ ارب یا 15۔ ارب پڑا ہے اس کی بجائے وہ جو پنشنرز تین تین، پانچ پانچ، آٹھ آٹھ سو روپیہ لینے کے لئے وہ دھکے کھاتے پھرتے ہیں۔ وہ لائنوں میں لگے ہوئے دھکے کھاتے پھرتے ہیں۔ ان کی پنشن میں اضافہ کریں اور سپریم کورٹ کے فیصلے پر عملدرآمد کریں۔

جناب سپیکر! آخری بات یہ ہے کہ آج کل انہوں نے یہ اشتہار دیا کہ پنشن آن لائن ملا کرے گی۔ میرے پاس دو تین ایسے لوگ آئے ہیں جو کہتے ہیں کہ یہ ایک نیا عذاب ہمارے لئے کھڑا ہو گیا ہے اور اس سارے process کو complicated بنا دیا گیا ہے۔ پہلے ہم ایک دن جاتے تھے، وہاں سے فارم لیتے تھے، اپنی پنشن بک بھرتے تھے اور دوسرے دن ہمیں چیک مل جاتا تھا وہ جا کر ہم draw کرا لیتے تھے۔ یہ آن لائن سسٹم کا procedure آسان کیا جائے اور ہمارے بوڑھے ریٹائرڈ ملازمین کو مزید تکالیف میں نہ ڈالا جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ ان کی تجویز سن رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! میں نے سن لی ہے۔
جناب سپیکر: جی، میاں محمد رفیق!
میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع عنایت فرمایا ہے۔۔۔
جناب سپیکر: وہ نہ کہیئے گا کہ:

ہم دعا لکھتے رہے وہ دغا پڑھتے رہے
ایک نقطے نے محرم سے مجرم بنا دیا

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں قصیدہ گو ہوں اور نہ ہی مرثیہ خواں۔ آج جس قسم کی بحث ہوئی ہے میرے خیال میں اس حوالے سے یہ معزز ایوان آج کے تناظر میں میری بات کو سمجھ گیا ہوگا۔ میں صرف دو باتیں عرض کروں گا۔ پہلی بات تو یہ عرض کروں گا کہ میں اس وِژن کو سلام پیش کرتا ہوں۔۔۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔
جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہٰذا گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہٰذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دوبارہ گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہٰذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)
جی، میاں رفیق صاحب!
میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ۔۔۔
وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ایک بات کرنی چاہتا ہوں۔
جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ بات آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کے معزز ممبران کے سامنے رکھوں گا اور آپ سے بھی درخواست کروں گا کہ آپ custodian of the House ہیں آپ نہ صرف custodian of the House ہیں بلکہ آپ ان روایات کے بھی custodian ہیں جو اس معزز ایوان کی بہترین روایات ہیں۔ اس معزز ایوان کی یہ روایت ہے کہ جب کبھی بھی official work ہو رہا ہو، legislation ہو رہی ہو، بجٹ پاس ہو رہا ہو یا وہ معاملات جو سرکاری کارروائی کے زمرے میں آتے ہیں تو اُس وقت کورم پورا کرنا گورنمنٹ کی ذمہ داری ہوتی ہے اور کورم کے بغیر یہ چیزیں نہیں ہو سکتیں لیکن عام ممبران کا جو وقت ہے اس میں وقفہ سوالات ہے، تحریک التوائے کار ہے، تحریک استحقاق ہے اور General Discussion ہے۔ General Discussion کا بنیادی concept تو ہے ہی اپوزیشن کے لئے کہ اپوزیشن نے اس General Discussion میں گورنمنٹ کے اس ڈیپارٹمنٹ یا گورنمنٹ کی کارکردگی کو under question کرنا ہوتا ہے۔ ان hours میں کبھی بھی اس معزز ایوان کی یہ روایت نہیں رہی کہ اس میں کورم پوائنٹ آؤٹ کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی نامناسب بات ہے کہ ہمارے اپوزیشن کے دوست اپنی ایک تقریر کرتے ہیں اس کے بعد وہ باہر سے جھانکنا شروع کر دیتے ہیں، کورم پوائنٹ آؤٹ شروع کر دیتے ہیں اور اس کے بعد وہ دوبارہ آ کر گنتی شروع کر دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہیں چاہئے کہ وہ تیاری کیا کریں اور تیاری کرنے کے بعد جو بھی رپورٹ پیش ہو یا جو بھی under discussion موضوع ہو اس پر بھرپور طریقے سے گورنمنٹ اور ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی کو under question کریں تاکہ اس سے بہتری آ سکے لیکن General Discussion کے دوران اس طرح سے کورم پوائنٹ کرنے کی روایات کبھی بھی نہیں رہی۔ میں بھی 1990 سے اس ایوان کا حصہ ہوں اور پچھلے 26 سال میں کبھی بھی ان روایات کو اس طرح سے نہیں توڑا گیا جس طرح کے حالات اس وقت ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ جو ہمارے معزز لیڈر آف دی اپوزیشن ہیں اور اپوزیشن سے جو ہمارے پارلیمانی لیڈرز ہیں آپ ان سب کو ایک میٹنگ میں بلائیں اور اس پر بات ہونی چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کی جو مناسب اور بہتر روایات ہیں وہ ہمیں جاری رکھنی چاہئیں۔

جناب سپیکر: جی، میرے خیال میں وہ آپ کی بات سن رہے ہوں گے۔ یقینی طور پر جو ذمہ داری ہے اس کو پورا کرنا چاہئے اور ذمہ داری ان کی بنتی ہے کہ وہ گورنمنٹ کی کوئی ایسی چیز criticize کریں جو عوام کی بہتری کے لئے نہیں ہے یا عوام کی اس سے حق تلفی ہو رہی ہے اور اس میں ان کو participate ضرور کرنا چاہئے۔ میرے خیال میں اب جو بات آپ نے یاد کروائی ہے تو اگر دہرانا مناسب نہیں لگے گا۔ قانون اور rules اجازت تو دیتے ہیں لیکن کئی دفعہ بات طے بھی ہوئی ہے کہ جب ایسے معاملات چل رہے ہوں تو کورم پوائنٹ آؤٹ نہیں کرنا چاہئے لیکن جب legislation ہو رہی تو یہ ان کا حق ہے، اس میں کوئی شک کی بات نہیں ہے اور میں تو اس میں کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن لیڈر آف دی اپوزیشن اور تمام گورنمنٹ side کو بھی یہ دیکھنا چاہئے کہ جب کچھ معاملات ایسے چل رہے ہوں جس سے عوام کا فائدہ ہو رہا ہو تو پھر ایسے معاملات کو انہیں بھی پیش نظر رکھنا چاہئے۔ میں خود بھی ان سے بات کروں گا لیکن اب چونکہ کورم پوائنٹ آؤٹ کیا گیا تھا، اس کے بعد گنتی کی گئی اور کورم پورا ہے لہٰذا ہمیں کارروائی چلانی چاہئے۔ جی، میاں محمد رفیق!

پنشن فنڈ پنجاب کی سالانہ رپورٹ برائے سال 11-2010 اور 12-2011 پر عام بحث

(---جاری)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ سرکاری ملازم جس نے اپنی زندگی سرکاری اور سرکار کی خدمات کے لئے وقف کی اور جس کسی نے بھی پرانے وقتوں میں اس شخص کی ریٹائرمنٹ کے بعد اس کی will being اور old age benefits کے لئے پنشن کی سوچ پیدا کی اور یہ بہت انسان دوست سوچ تھی۔ جس وژن میں بھی پنشن کا سوچا اور سرکاری ملازم کو پنشن دی میں اس کو سلوٹ پیش کرتا ہوں اور اس کو سلام پیش کرتا ہوں۔ یہ بہت بڑی انسان دوست اور عوام دوست خدمت ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات جو میں عرض کرنے والا ہوں وہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں سرکاری ملازمین کی پنشن پر ایوان میں بحث ہو چکی ہے اور میں نے اس پر زیادہ روشنی نہیں ڈالنی صرف ایک اشارہ ہی کافی ہو گا کہ جو پنشن فنڈز کے ساتھ کھلواڑ ہوتا ہے مجھے اس پر بھی کوئی بحث نہیں کرنی۔ میں نے اپنی سوچ کو اس بات پر مرکوز کر دیا ہے کہ سرکاری ملازم جب ریٹائرڈ ہو جاتا ہے تو پھر وہ رُل جاتا ہے،

اس کی پنشن کی منظوری میں کئی سال لگ جاتے ہیں اور اگر پنشن منظوری کے مراحل میں وہ مر جائے تو اس کی بیوہ کو پنشن کی منظوری کے لئے جو دکھ اٹھانے پڑتے ہیں وہ بھی انتہائی تکلیف دہ ہیں۔اس سے بھی بڑی تکلیف دہ بات یہ ہے کہ جب پنشن منظور ہو جائے اور پنشنرز کی پنشن اس کی بیوہ کو ادائیگی کے لئے سرکاری خزانے کے افسران بہت کوتاہی سے کام لیتے ہیں یہ بہت بڑی bad governance ہے اور ہر حکومت کے ماتھے پر یہ کالک کا ٹکہ ہے کہ بغیر حصے کے،بغیر کمیشن کے پنشنر کو پنشن نہیں ملتی اور اسی طرح سے باقی ورکنگ سرکاری ملازمین ہیں ان کو تنخواہیں بھی بغیر حصہ دیئے یا کمیشن دیئے نہیں ملتی ہیں۔اسی طرح سے تمام سرکاری خزانے سے چاہے وہ ڈویلپمنٹ کے فنڈز ہوں یا تنخواہیں بلکہ جو بھی معاملات ہیں ان کا بھی حصہ کمیشن دیئے بغیر نہیں ملتا اس لئے میں آپ کے توسط سے یہ تجویز دوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: جی،بہت شکریہ

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!آخری بات تو مجھے کر لینے دیجئے اس سے سب کا بھلا ہوگا۔جب پنشنرز کو آخر میں پنشن ملنا ہوتی ہے،اس کی فائل تیار ہو جانی چاہئے تاکہ وہ ریٹائرڈ ہو کر نہ روئے اور اس کی زندگی میں ہی پنشن کا کیس منظور ہو جانا چاہئے۔سرکاری خزانوں میں جو ادائیگیاں ہوتی ہے اور وہاں پر کمیشن کا حصہ،کرپشن اور رشوت کا جو ایک نظام جاری ہے اس کو بھی ختم ہونا چاہئے اور اس پر بھی توجہ دی جانی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی،میاں صاحب!بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!ابھی میں تو باہر گیلری میں بیٹھا ہوا تھا اور لاء منسٹر صاحب نے یہاں پر ایوان کی روایات کا بڑا تذکرہ کیا ہے اور بڑا پاس جتایا ہے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ کورم پوائنٹ آؤٹ کرنا ہر ممبر اسمبلی کا prerogative ہے۔آپ اس پر کوئی پابندی نہیں لگا سکتے۔۔۔

جناب سپیکر: جی،میں نے کب کہا کہ پابندی لگا سکتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!میری بات تو سن لیں۔کورم پوائنٹ آؤٹ ہم پچاس دفعہ کریں گے اور پورا کرنا ان کی ذمہ داری ہے۔اب جب یہ روایات کا حوالے دیتے ہیں،کورم پورا کرنے کے لئے تو میاں محمد شہباز شریف کو یہاں پر دو دن سے آنا پڑ رہا ہے اس لئے یہ کورم پورا ہو جاتا

ہے۔ وہ باہر بیٹھے ہوئے ہیں، وہ تو کورم پورا کرنے کے لئے آتے ہیں لیکن آپ سے تو کورم پورا نہیں ہوتا کیونکہ پچھلے چار دن سے ڈکا لگا ہوا تھا، آپ نے تین دفعہ اجلاس ملتوی کیا کہ کورم پورا نہیں ہے لہٰذا اب اجلاس کل ہوگا تو میں قائد ایوان سے کہتا ہوں کہ وہ آکر باہر اپنے چیمبر بیٹھ جایا کریں، شکر ہے کہ انہوں نے میری اس تجویز کو مان لیا ہے اور وہ باہر آکر چیمبر میں بیٹھ جاتے ہیں تو کم از کم کورم تو پورا ہوتا ہے۔ چلیں! سارے وزیر نہ سہی لیکن اکا دُکا وزراء بھی یہاں آنا شروع ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ روایات کی بات رانا صاحب نے کی تو کیا یہ روایات ہیں کہ انہوں نے اپوزیشن کو تین سال سے دیوار کے ساتھ لگا کر رکھا ہے۔ 25، 25 کروڑ روپے تمام ٹریژری بنچوں کے ممبران کو دے رہے ہیں، لیٹرز چلے گئے ہیں، پی اینڈ ڈی کے ذریعے اور ڈی سی اوز کے ذریعے سے ترقیاتی سکیمیں لے رہے ہیں۔ ہم جو elect ہو کر آئے ہیں، تھوڑے سے ہیں اور وہ بھی انہیں برداشت نہیں ہوتے۔ ہمیں یہ ہمارے حلقوں کے اندر victimize کر رہے ہیں اور ہمارے حلقوں کے اندر کسی کو ایک penny بھی نہیں دی گئی۔ ہم نے بھی لوگوں سے ووٹ لئے ہیں۔ روایات یعنی تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے اور یہ بھی روایات ہیں کہ تمام elected لوگ ایک جیسے ہیں۔ وہ elect ہو کر آئے ہیں بھلے کوئی کسی بھی پارٹی سے آیا ہے جب وہ اس معزز ایوان میں آگیا ہے، روایات تو باقی صوبوں میں بھی اس طرح چل رہی ہیں اور ان سب کو ڈویلپمنٹ کے لئے سارا کچھ دے رہے ہیں۔ جب تک یہ بلدیاتی ادارے نہیں تھے تو میں وزیر قانون کو یہ یاد کراؤں گا کہ ہم نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ ایوان کو چلائیں، یہاں تنقید برائے تنقید نہ ہو اور ہماری تنقید ہمیشہ positive اور constructive رہی ہے۔ ہم نے جو تنقید کی ہے وہ برائے تعمیر کی ہے لیکن میں ان سے یہ accept کرتا ہوں کہ اپوزیشن کے ساتھ ان کا تین سال کا جو روّیہ ہے یہ درست نہیں ہے۔ اپنی عددی اکثریت کے بل بوتے پر یہ ہر چیز کو یہاں پر بلڈوز کر دیتے ہیں۔ انہوں نے ہماری کسی تجاویز یا کسی ترمیم کو کبھی پذیرائی نہیں بخشی۔ جب یہ چاہیں اور کھڑے ہو کر جو ان کے من میں آجائے کر جائیں۔ جب ہم لوگ کل ایوان میں موجود تھے تو اس وقت انہیں یاد نہیں آیا لیکن اچانک یاد آیا تو آپ نے دھڑا دھڑ اجازت دے دی اور ایک out of turn resolution pass ہو گئی۔ ان کو بھی یہ احساس کرنا چاہئے کہ ہم یہاں پر ایوان کے معزز ممبر ہیں اور۔۔۔

جناب سپیکر: کون سی resolution کی بات کر رہے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ممبرز کے ہوتے ہوئے، میرا یہ خیال ہے کہ یہاں پر انہوں نے ہم سے دو تین دفعہ۔۔۔

جناب سپیکر: میں پوچھ رہا ہوں کہ کون سی قرارداد؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): جناب سپیکر! دو تین دفعہ وعدہ کیا تھا کہ آپ کو بھی آپ کے علاقوں کے لئے ڈویلپمنٹ فنڈز ملیں گے۔ اب اگر ہم یہ کہیں کہ آپ یہاں ایوان میں آکر تو سارا کچھ کریں لیکن لوگوں کے مسائل کے حوالے سے، لوگوں کے حقوق کے حوالے سے، ان کی بنیادی ضروریات کے حوالے سے کچھ نہ کریں۔ جیسے کہیں واٹر سپلائی سکیم ہے، کہیں سیوریج کی سکیم ہے، کہیں سڑکوں کی سکیم ہے، اپنے تمام ایم پی ایز کو تو آپ پچیس، پچیس کروڑ دیں۔ ہمیں اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ہم لوگ بھی مینڈیٹ لے کر آئے ہیں، یہ ہمارے مینڈیٹ کی توہین نہ کریں۔ ہم سے ہارے ہوئے لوگ وہاں پر جا کر کروڑوں روپے کی "تھدیاں" لگا رہے ہیں۔ یہ بھی اپنے رویہ پر غور کریں، ہم بھی غور کریں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز لیڈر آف اپوزیشن یہ فرما رہے تھے کہ ہمیں ڈویلپمنٹ فنڈز نہیں دیئے گئے تو اس لئے یہ ہمارا خیال کریں تو ہم ان کا خیال کریں گے۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے معزز ممبران احتجاجاً اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر: تمام معزز ممبران سے گزارش ہے کہ وہ اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہم نے لیڈر آف اپوزیشن کی پوری بات بڑے تحمل سے سنی ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! انہوں نے یہ بات کہی نہیں یہ اپنی طرف سے کہہ رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہم نے ان کی پوری بات غور سے سنی ہے یہ میری بات سنیں اس کے بعد اس کا جواب دیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ان کی بات سنیں شاید کوئی اچھی بات آ جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پہلے یہ میری بات سنیں اس کے بعد جواب دیں۔ میں نے جو بات کی ہے، یہ ریکارڈنگ نکال کر دیکھ لیں، لیڈر آف اپوزیشن کی جو بات ہے آپ ریکارڈنگ نکال کر دیکھ لیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! انہوں نے یہ بات کی ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ ریکارڈنگ نکال کر دیکھ لیں، لیڈر آف دی اپوزیشن کا بات کرنے کا مقصد اور مدعا یہی تھا کہ آپ ہمارا خیال کریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! یہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں، ان کی بات سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ ہمارا خیال نہیں کرتے، میں عرض کروں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک اس معزز ایوان کا تعلق ہے، اس معزز ایوان کی جو روایات ہیں وہ اپوزیشن اور treasury نے مل کر بنائی ہیں، ان کا ہم دونوں کو احساس اور خیال کرنا چاہیئے۔ جہاں تک اس ایوان سے باہر کا معاملہ ہے تو یہ بھی ذرا اپنی اداؤں پر اور اپنی حرکات پر ذرا غور کریں۔ یہ پرسوں کی بات ہے، یہاں پر کسان اپنے مطالبات کے لئے احتجاج کرنے کے لئے آئے، یہ وہاں پر گئے اور ان کو کہہ کر آئے تھے یعنی ان سے کہہ رہے تھے کہ آپ نے یہیں پر دھرنا دینا ہے، آپ نے یہاں سے نہیں اٹھنا، آپ چنے منگوالیں ہم آپ کو یہاں پر کھانا مہیا کریں گے، ہم آپ کو یہاں پر ہر سہولت دیں گے، ہم آپ کو پیسے بھی دیں گے یعنی ان سے بندہ پوچھے کہ آپ دھرنے لگوانے کے لئے لوگوں کو پیسے بانٹتے پھرتے ہیں، یہ پیسے آپ کو کہاں سے ملے ہیں؟

(اس مرحلہ پر قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف ایوان میں تشریف لائے)

(حکومتی ممبران کی طرف سے

"شیر آیا، شیر آیا" "شیر اک واری فیر" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر: بیٹھیں، تشریف رکھیں، ایسے اشارے مت کریں۔ اس قسم کا اشارہ آپ مت کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اپوزیشن کو بھی اپنا ایک positive role ادا کرنا چاہئے، احتجاج کرنے یا احتجاج کروانے کے لئے ایسا role ادا نہیں کرنا چاہئے کہ آپ اگر کسانوں کے ساتھ جا کر اظہار یک جہتی کر رہے ہیں تو آپ ان کے مطالبات کے ساتھ گورنمنٹ سے کہیں کہ آپ ان کے مطالبات کو تسلیم کریں نہ کہ ان سے کہیں کہ آپ نے حکومت کی کوئی بات نہیں ماننی۔ آپ نے یہاں پر فصلوں کو آگ لگانی ہے، آپ نے یہاں پر دھرنا لگانا ہے۔ اس کے بعد آپ مجھے یہ بتائیں کہ یہ سارا دن ان کو جا کر ورغلاتے رہے اور بھڑکاتے رہے کہ آپ نے یہاں سے جانا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ وہ تو یہاں پر کشتیاں کرتے رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! رات کو انہوں نے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف سے بیٹھ کر مذاکرات کئے، وزیر اعلیٰ نے تین گھنٹے ان کے تمام مطالبات کو بڑے غور سے سنا ان کی تشفی کی، ان کو اس کا حل پیش کیا۔ کل تمام محکمہ زراعت اور دوسرے متعلقہ ڈیپارٹمنٹ بھی موجود تھے، میں بھی ساتھ بیٹھا ہوا تھا، ہم نے ان کو ساتھ بٹھا کر زرعی package کی ایک ایک بات کو ان کے ساتھ discuss کیا ہے اور ہم نے اس کو serious لیا ہے۔

جناب سپیکر! اب حکومت ایک زرعی پالیسی کا اعلان کرنے جا رہی ہے، اس میں نہ صرف progressive farmers زراعت سے تعلق رکھنے والے academia کے لوگ اور ریسرچ کے لوگ بلکہ وہ لوگ جو گلی محلے، گاؤں گاؤں جو لوگ کسانوں کی نمائندگی کرتے ہیں ان سب سے مکمل مشاورت کے بعد ان کو بھی on board لیا گیا ہے۔ زرعی پالیسی انشاء اللہ تعالیٰ آگے چل کر زراعت میں انقلاب لائے گی اور کسانوں کے مسائل کو دور کرے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اپوزیشن تعمیری رول ادا کرے اور تخریب کو چھوڑ دے تاکہ اس سے اس ملک کی بہتری ہو اس صوبے کی بہتری ہو اور یہ ایوان عوام کی بہتری کے لئے اپنا صحیح رول ادا کر سکے۔

جناب سپیکر: وہ تو کہتے ہیں کہ ہم رول ادا کرنا چاہتے ہیں لیکن اگلی بات جو آپ نے سنی نہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کو اس ایوان میں welcome کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلو شکر ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں تو انہیں اسی بہانے یاد دلانا چاہتا ہوں اور چند دن پہلے ہم جو اپوزیشن کے پارلیمانی لیڈرز ہیں ہم نے آپس میں کہا کہ کوئی ایسی تجویز ہو کہ میاں صاحب ہمارے قائد ایوان ہیں ان تک جائے اور ہم انہیں کہیں کہ آپ اسمبلی میں کیوں نہیں آتے؟ ایک قرارداد ہم نے، جو ابھی پیش نہیں ہوئی لیکن جمع ضرور کروائی تھی میڈیا پر اس کی خبر بھی چلی، شاید وہ میاں صاحب کی نظروں سے گزری ہو گی جس میں ہم نے یہ کہا تھا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: وہ میری نظروں سے نہیں گزری تو میاں صاحب کی نظروں سے کیسے گزری ہو گی؟ (قہقہے)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایون میں قائد ایوان کے آنے سے اس ایوان کی کارکردگی بہت بہتر ہو سکتی ہے۔ مثلاً میں یہ سمجھتا ہوں کہ پچھلے دو تین دن میں ایک دفعہ یہ پہلے بھی تشریف لائے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ بڑا اچھا ہوتا کہ وہ اپنے خطاب کے بعد یہ دس پندرہ منٹ بیٹھتے۔ اپوزیشن کے جو جذبات ہیں، جو سوالات ہیں ان کو بھی یہ سنتے۔ اگر ہم نے patience کے ساتھ یہاں بیٹھ کر ان کے چالیس منٹ کے خطاب کو سنا، میرے دوست درمیان میں interrupt کرنا چاہتے تھے، جو بڑے جذباتی تھے اور بات بھی کرنا چاہتے تھے لیکن میں نے انہیں بار بار روکا، ٹوکا کہ اگر قائد ایوان بات کر رہے ہیں تو آپ ان کو interrupt نہ کریں۔ جب ہماری باری آئے گی تو میں بھی وہ تمام باتیں جو میاں صاحب نے کی ہیں یا اس سے ہٹ کر جو اپوزیشن کے احساسات ہیں اور جو سوالات ہیں وہ ان کے سامنے رکھوں گا۔ میاں صاحب باوجوہ کوئی مجبوری تھی یا جلدی تھی اپنی بات کرنے کے بعد فوراً ایوان سے چلے گئے۔ اپوزیشن نے جس کو بہت زیادہ محسوس کیا کہ یہ قائد ایوان کے شایان شان نہیں ہے کہ آپ اپنی بات تو سنائیں اور الٹے پاؤں آپ واپس چلے جائیں۔ اپوزیشن کئی ماہ سے انتظار کر رہی ہو کہ قائد ایوان آئیں اور ان سے ہم اپنے دل کی بات کہیں اور اپنے مسائل ان کے سامنے رکھیں۔

جناب سپیکر! میں میاں محمد شہباز شریف سے یہ چاہوں گا، انہیں یاد دلاؤں گا کہ انہوں نے اپنی oath ceremony کے بعد جو پہلی تقریر کی تھی، اس ایوان میں کھڑے ہو کر، ہمیں مخاطب ہو

کر یہ کہا کہ میں قدم قدم پر صوبے کے جو مختلف معاملات ہیں اور جو ہمارے اصل core issues ہیں ان کے لئے میں اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلوں گا اور ان کے ساتھ مشاورت کروں گا لیکن ساتھ لے کر چلنا، مشاورت کرنا تو ایک طرف رہا، ہمارا یہ احساس ہے کہ تین سال سے پنجاب کی تاریخ میں شاید پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ میاں شہباز شریف کا ظرف بہت بڑا ہے، ان کا دل بہت بڑا ہے۔

(اس مرحلہ پر حکومتی معزز ممبران نے آوازیں لگائیں کہ "ان کا دل بڑا ہے")

جناب سپیکر! پچھلے تین سال سے ہمیں جو تجربہ ہوا ہے۔ میاں صاحب اس سے پہلے بھی دو tenure میرے colleague رہے ہیں، ہم آپس میں قریب بیٹھتے بھی رہے ہیں بڑی قربتیں بھی رہی ہیں، میں انہیں بڑا قریب سے جانتا ہوں اور یہ مجھے جانتے ہیں۔ ہم یہ توقع رکھتے تھے کہ جو بات محترم وزیراعلیٰ نے کہی ہے اس کے مطابق اس کی true spirit کے ساتھ اپوزیشن کو احساس محرومی نہیں ہو گا اور ان کے جائز مسئلے مسائل کے حوالے سے انہیں accommodate کیا جائے گا لیکن ہم سے جو ہارے ہوئے لوگ ہیں آپ ان کو کروڑوں روپے دیں اور وہ گلی گلی، نگر نگر ہمارے گھروں کے سامنے جا کر تختیاں لگائیں یہ ہمارے mandate کی توہین ہے۔ ہم لوگ جو منتخب ہو کر آئے ہیں آپ نے کہا کہ میں ساتھ لے کر چلوں گا ہم نے کہا کہ بالکل ہم مخالفت برائے مخالفت نہیں کریں گے constructive بات کریں گے، تعمیری بات کریں گے، پنجاب کے عوام کے حقوق کے حوالے سے بات کریں گے، پنجاب کے عوام کے جو جذبات واحساسات ہیں، ان کی مشکلات ہیں، ان کے دکھ ہیں، ان کے مصائب ہیں اس حوالے سے یہاں ایوان کے اندر بات کریں گے اور ہمیں امید تھی کہ آپ ہمیں پذیرائی دیں گے۔ ہمارے ان سوالات کے جوابات بھی دیں گے اور ان حقوق و مسائل کے حوالے سے آپ initiative بھی لیں گے اور ہمیں ساتھ لے کر چلیں گے لیکن پچھلے تین سال سے ہمارا یہ احساس اور تجربہ ہے کہ اپوزیشن کو بالکل ignore کیا گیا مثلاً ترقیاتی کاموں کے حوالے سے میں پچھلے سالوں کو چھوڑتا ہوں۔ اب کی بار یہاں سے ہر حکومتی ایم پی اے کو 25/25 کروڑ روپے کے ڈائریکٹو چلے گئے کہ آپ ترقیاتی سکیمیں دیں اور انہوں نے دھڑادھڑ سکیمیں دے دیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیراعلیٰ پنجاب سے یہ کہوں گا کہ اگر آپ بطور ممبر اسمبلی یہ فنڈز دے رہے ہیں تو پھر یہ سب کا حق ہے اور آپ کو سب کے ساتھ یکساں سلوک کرنا چاہئے۔ اگر آپ سکیمیں مانگ رہے ہیں تو ہم بھیک نہیں بلکہ اپنا حق مانگتے ہیں جس طرح یہ سارے لوگ منتخب ہو کر آئے ہیں اسی طرح یہ سارے لوگ بھی منتخب ہو کر آئے ہیں انہوں نے بھی اپنے اپنے علاقے سے

ووٹ لئے ہیں اور انہیں بھی ان کے علاقے کے لوگوں نے mandate دیا ہے لہٰذا ان کے mandate کی توہین نہ کریں۔ اگر آپ انہیں فنڈز نہیں دیتے تو پھر ان سے ہارے ہوئے لوگوں کو بھی نہ دیں تو ہم خاموشی سے صبر شکر کر لیں گے لیکن آپ ہماری یہ توہین نہ کریں کہ ایک بندہ جو وہاں سے ممبر اسمبلی منتخب ہوا ہے اس سے ہارنے والے لوگوں کے بارے میں آپ تمام محکموں کو standing instructions دے دیں کہ ان کے کام کریں اور انہیں کروڑوں روپیہ بھی دے دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس پالیسی پر نظر ثانی کریں چونکہ یہ صوبے کے مفاد میں ہے۔

جناب سپیکر! یہ بات کرنا بڑی آسان ہوتی ہے، میں یہ عرض کروں گا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کا صرف ایک چیز پر focus ہے for God sake یہ جو ایک perception بن گئی ہے کہ [******] ہر چیز خود تھامی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: ان الفاظ کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں چاہتا ہوں کہ اس سارے سسٹم کو decentralize کریں میں میاں صاحب سے گزارش کروں گا کہ آپ کا Chief Executive role کا ہونا چاہئے آپ کا supervisory role ہونا چاہیے۔ آپ کا role یہ نہیں ہونا چاہئے کہ آپ ایک ایک ضلع کے ڈی سی کا، ایک ایک ضلع کے ایس پی کا انٹرویو کرتے پھریں اور انہیں مقرر کرتے پھریں ان کو ہٹاتے پھریں ان کو لگاتے پھریں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): آپ کا role بڑا ہونا چاہئے اور اس کے ساتھ ہی میں آپ سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ۔۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! مجھے صرف ایک منٹ دے دیں پھر پتا نہیں مجھے موقع ملتا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے۔ موقع کیوں نہیں ملے گا۔

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ بڑی اچھی بات ہے کہ ان کا اورنج لائن ٹرین پر، میٹرو بس پر، پلوں پر اور سڑکوں پر بہت زیادہ emphasis ہے۔ For God sake یہ صرف ایک پہلو ہے دوسرا پہلو کیا ہے؟ میاں محمد شہباز شریف! دوسرا پہلو یہ ہے کہ میو ہسپتال کے اندر ایم آئی آر مشین نہیں ہے، سٹی سکین کے لئے لوگوں کو کہاں جانا پڑتا ہے لوگ دھکے کھا رہے ہیں وہاں پر روزانہ پانچ سے سات ہزار مریض آتے ہیں۔ آپ وہاں کسی وقت اچانک visit کریں، جناح ہسپتال میں جائیں، چلڈرن ہسپتال میں جائیں پی آئی سی میں جائیں۔ ڈینٹل ہسپتال کی بلڈنگ اربوں روپے کی لاگت سے موہلنوال نہر کے اوپر تیار کھڑی ہے سالہا سال سے منتظر ہے وہاں پر کوئی ڈاکٹر نہیں اور وہ ہسپتال functional نہیں ہو سکا۔ میاں میر ہسپتال دھرم پورہ اربوں روپے کی لاگت سے تعمیر ہوا لیکن بند پڑا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے عرض کروں گا کہ صحت کے حالات بڑے دگرگوں ہیں۔ تعلیم کے حالات بھی خراب ہیں آپ ہزاروں سکولوں کو privatize کر رہے ہیں اور پرائیویٹ کمپنیوں کو دے رہے ہیں۔ کسی بھی حکومت کی بنیادی ذمہ داری میں تمام عوام کے بنیادی مسائل حل کرنا ہے وہ ان کی صحت ہے، ان کی تعلیم ہے اور ان کے جان و مال کا تحفظ ہے۔ وزیر اعلیٰ آپ کے تمام تر دعوؤں کے باوجود، آپ نے ہمیشہ good governance کی بات کی، آپ نے تھانہ کلچر کی تبدیلی کی بات کی لیکن میں اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہوں کہ حالات دن بدن پہلے سے زیادہ خراب ہو رہے ہیں عام آدمی کو انصاف نہیں مل رہا۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! جس صوبے کے اندر عام آدمی ایف آئی آر درج نہ کرا سکتا ہو۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! خیبر پختونخوا میں ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا۔ اب مہربانی کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں آپ سے یہی عرض کروں گا کہ یہ ایوان میں آیا جایا کریں۔

جناب سپیکر: یہ بات ہو گئی ہے اب آپ کوئی اور بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! سب کے حقوق کے custodian وہ ہیں میں نہیں۔ وہ اسمبلی کے ممبر ہیں انہیں یہاں ایوان میں اعلان کرنا چاہئے کہ میں across the board ایوان کے تمام ممبران کے لئے یکساں قسم کا رویہ اختیار کروں گا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب! (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے بہت ہی اچھے انداز میں بات کی کہ وزیر اعلیٰ کو کیا کرنا چاہئے اور کیا نہیں کرنا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا کافی experience ہے وہ باتیں بتا رہے تھے اور سمجھا رہے تھے۔ ان کی جو بھی رائے ہے ہمیں اس کی قدر ہے۔ قائد حزب اختلاف نے دو تین باتیں کی ہیں میں ان کی باتوں کا کوئی جواب دعویٰ داخل نہیں کرنا چاہتا لیکن جو بات میرے علم میں ہے میں اس کے متعلق تھوڑی سی گزارشات کرنا چاہوں گا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے قائد حزب اختلاف نے یہ فرمایا کہ کسی بھی ممبر کو کورم point out کرنے سے روکا نہیں جا سکتا چونکہ rules اس کی اجازت دیتے ہیں جبکہ میں نے اس سے پہلے یہ عرض کیا تھا کہ rules جو بھی کہتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ اس معزز ایوان کی روایات جو کہتی ہیں ان کی بھی اتنی ہی اہمیت ہے جتنی rules کی ہے۔

جناب سپیکر! اس معزز ایوان کی روایت یہ ہے کہ ہر اہم موقع پر قائد ایوان اس ایوان میں تشریف لاتے ہیں، اگر rules کی بات کی جائے تو rules کسی بھی معزز ممبر کو اس بات کا پابند نہیں کرتے کہ وہ ہر روز حاضر ہو، وہ ہر ہفتے حاضر ہو بلکہ rules صرف یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی ممبر چالیس consecutive sitting میں نہ آئے اور چھٹی کی درخواست بھی نہ بھیجے تو اس کی ممبر شپ کے متعلق سپیکر صاحب فیصلہ کر سکتے ہیں۔ Rules اپنی جگہ پر ہیں rules اس بات کا پابند نہیں کرتے لیکن روایات یہ ہیں کہ قائد ایوان اہم مواقع پر تشریف لاتے ہیں۔ میں پچھلے دو واقعات قائد حزب اختلاف کو یاد کرانا چاہوں گا کہ بجٹ ایک ایسا موقع ہے جس پر ہر ممبر یہاں موجود ہوتا ہے اور قائد حزب اختلاف کے ساتھ ساتھ قائد ایوان بھی ضرور تشریف لاتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس مرتبہ جب بجٹ پیش کیا گیا تو قائد ایوان یہاں پر موجود تھے اس وقت اپوزیشن نے احتجاج کا جو طریقہ اپنایا تھا وہ آپ کے سامنے ہے کہ انہوں نے کہاں پر آ کے کس قسم کی نعرے بازی کی، کس طرح سے بجٹ تقریر کو disturb کیا اور کس طرح سے احتجاج کیا؟ کیا وہ احتجاج یا

احتجاج کا وہ طریقہ rules میں کسی جگہ پر درج ہے یا روایات میں درج ہے ؟اسی طرح سے میں وہ موقع بھی قائد حزب اختلاف کو یاد کروانا چاہوں گا کہ جب قائد ایوان یہاں پر تقریر کر رہے تھے اور انہوں نے نعرے بازی کی اور نعرے بازی کرنے کے بعد ایوان کا بائیکاٹ کیا۔

جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کی جو روایات ہیں اور اس معزز ایوان کے تقدس میں جو اضافہ کرنے کی بات ہے یہ بالکل قائد حزب اختلاف نے صحیح کہا کہ تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔انہوں نے ایک بات بار بار کہی ہے، میں نے اس دن بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں بھی ان سے یہ گزارش کی تھی کہ اگر آپ کے پاس یہ ثبوت ہے کہ حکومت نے ہر ایم پی اے کو لیٹر بھیجا ہے کہ آپ اپنے حلقے سے 25 کروڑ روپے کی سکیمیں دیں تو آپ مہربانی کر کے اس لیٹر کی کاپی مجھے بھی دے دیں۔میں نے اس دن بھی ان سے کہا تھا کہ یہ بات درست نہیں اور اگر آپ کے پاس اس قسم کی کوئی evidence ہے تو وہ آپ مجھے دیں۔

جناب سپیکر!میں دوسری گزارش یہ کروں گا کہ ایک بیسک ڈویلپمنٹ فنڈ ہوتا ہے جو کہ ہر حلقہ میں منتخب ایم پی اے کو دیا جاتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب!یہ فنڈ ایم پی اے کو نہیں بلکہ schemes کو دیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!ایم پی اے صاحبان کو یہ حق دیا جاتا ہے کہ وہ schemes identify کریں۔ایم پی اے صاحبان schemes identify کرتے ہیں اور اس کے بعد ان schemes کے against فنڈز جاری ہوتے ہیں۔قائد حزب اختلاف نے میرے ساتھ بات کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں بھی بیسک ڈویلپمنٹ فنڈ کی حد تک اپنے اپنے حلقوں میں schemes identify کرنے کا حق دیا جائے۔میں نے اس حوالے سے وزیر اعلیٰ سے بات کی اور انہوں نے فرمایا کہ بالکل ٹھیک ہے۔آپ ان کے ساتھ بات کریں اور ہم اس معاملے کو حزب اختلاف کے ساتھ بیٹھ کر طے کرتے ہیں۔

جناب سپیکر!میں نے قائد حزب اختلاف سے کہا کہ آپ حزب اختلاف کے ایک وفد کے ساتھ اپنے مسائل کے حل کے لئے وزیر اعلیٰ سے ملاقات کریں۔کچھ مسائل پر آپ نے on the floor of the House بات کرنی ہوتی ہے اور کچھ مسائل ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے متعلق آپ نے face to face بیٹھ کر بات کرنی ہوتی ہے۔قائد حزب اختلاف نے مجھے خود کہا کہ ہم وزیر اعلیٰ کو ملنے کے لئے تیار لیکن ہم ان کے دفتر نہیں جائیں گے بلکہ وہ ادھر اسمبلی میں آئیں، ہم ان سے یہاں پر

ملیں گے اور ان کے ساتھ بیٹھ کر اپنے مسائل کے اُوپر face to face بات کریں گے۔ ان کی شرط کے مطابق اور ان کی condition کے مطابق وزیر اعلیٰ اسمبلی میں تشریف لائے۔ مسلم لیگ (ق) اور پیپلز پارٹی کے پارلیمانی لیڈرز بھی میری اس بات کی تصدیق کریں گے تو وزیر اعلیٰ یہاں پر تشریف لائے اور کمیٹی روم (اے) میں انہوں نے انتظار کیا۔ وہاں پر مسلم لیگ (ق) اور پیپلز پارٹی کے دوست گئے لیکن پی ٹی آئی کے دوستوں نے قائد حزب اختلاف کی سربراہی میں ملاقات کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ ہمیں اجازت نہیں اس لئے ہم نہیں آ سکتے۔ اب اس کے بعد اس بات کا گلا مسلم لیگ (ق) اور پیپلز پارٹی کے معزز ممبران کو ہے کہ ہم تو وزیر اعلیٰ کو ملے تھے اور ہم نے مل کر اپنی سکیمیں بھی دی تھیں لیکن آپ نے ہماری سکیموں کے against funds جاری نہیں کئے۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ سے میں نے خود یہ درخواست کی تھی کہ مسلم لیگ (ق) اور پیپلز پارٹی کے جو معزز ممبران آپ سے ملے تھے ان کے فنڈز جاری کر دیں اور حزب اختلاف کے جو ممبران نہیں ملے ان کے فنڈز جاری نہ کریں۔ وزیر اعلیٰ نے اس کے جواب میں اصولی بات کرتے ہوئے کہا کہ قائد حزب اختلاف ایک ہے اور اگر یہ دوست قائد حزب اختلاف کی سربراہی میں ملتے تو اور بات تھی۔ اب اگر میں حزب اختلاف کے کچھ ممبران کو فنڈز جاری کر دوں اور دوسروں کو جاری نہ کروں تو پھر کہا جائے گا کہ ہم اپوزیشن کو تقسیم کر رہے ہیں اس لئے یہ بات اصولی طور پر درست نہیں ہے۔

جناب سپیکر! یہ ٹھیک ہے کہ قائد حزب اختلاف کی پارٹی کی اپنی ایک پالیسی ہے، ان کے قائد کی ایک اپنی پالیسی ہے اور انہوں نے اس پالیسی کو ہی لے کر چلنا ہے لیکن کم از کم اس معزز ایوان کی روایات پر تو عمل کیا جائے۔ قائد ایوان وزیر اعلیٰ پنجاب ذاتی طور پر اس صوبے کے ترقیاتی معاملات اور اس صوبے کے عام آدمی کے معاملات کو deal کر رہے ہیں۔ حزب اختلاف نے شعبہ تعلیم سے متعلق بات کی ہے لیکن ان کو یہ معلوم نہیں کہ شعبہ تعلیم سے متعلق وزیر اعلیٰ کے initiatives پر کس قدر کام ہوا ہے۔

جناب سپیکر! میں صرف ایک بات کروں گا کہ ہر سال یہاں پر بورڈ کے امتحان میں لوگ اوّل اور دوم آتے ہیں۔ ان کو ہر سال حکومتی شخصیات جا کر انعامات تقسیم کرتی ہیں یا ان کو سرٹیفکیٹ دیتی ہیں لیکن سال 2008 میں جب وزیر اعلیٰ نے اپنا حلف لیا تو اس کے بعد لاہور بورڈ کے بچوں کا رزلٹ announce ہونا تھا اور اس تقریب میں یہ تشریف لے گئے۔ وہاں پر ایک رکشا ڈرائیور کا بیٹا تھا جس کے پاؤں میں ٹوٹی ہوئی جوتی تھی اور وہ اس تقریب کے لئے شاید کپڑے بھی کسی سے مانگ کر لایا

تھا۔وزیر اعلیٰ نے جب اس بچے کی حالت دیکھی تو انہوں نے پہلے اس بچے کے لئے تعلیم مفت کرنے کا اعلان کیا پھر اس کے بعد اس بچے کے لئے پچاس لاکھ روپے کی رقم مختص کرنے کا اعلان کیا تاکہ یہ بچہ جب تک پڑھتا رہے گا اس وقت تک اپنا خرچہ برداشت کرتا رہے گا۔وزیر اعلیٰ کے ذہن میں ساتھ ہی یہ سوچ آئی کہ یہ تو ایک رکشا ڈرائیور کا بچہ میری نظر سے گزرا ہے لیکن اس طرح کے اور کتنے بچے ہوں گے کہ جن میں talent ہے، جو پڑھ سکتے ہیں، جو آگے بڑھ سکتے ہیں، کل وہ اس ملک میں بڑے آفیسر یا بڑے سیاستدان بن سکتے ہیں لیکن ان کے والدین کے پاس وسائل نہیں ہیں۔وزیر اعلیٰ نے اسی سال 2۔ارب روپے سے ایک انڈوومنٹ فنڈ قائم کیا اور اس کے بعد ہر سال اس میں 2۔ارب روپے کا اضافہ کیا گیا۔آج وہ انڈوومنٹ فنڈ تقریباً 16۔ارب روپے کا ہو چکا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!یہ 16۔ارب روپے اپنی جگہ پر موجود ہیں لیکن اس کی جو انوسٹمنٹ ہوتی ہے اس سے لاکھوں غریب بچے استفادہ کر رہے ہیں۔غریب، رکشا والے، کلرک یا عام آدمی کے بچے اس انڈوومنٹ فنڈ سے مستفید ہو رہے ہیں اور ان بچوں کی اس وقت تعداد ایک لاکھ کے لگ بھگ ہے جو کہ ان سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرتے ہیں جن کی ایک ماہ کی فیس ان کے ماں باپ کی سال کی تنخواہ کے برابر ہے۔اگر یہ خیال چالیس، پچاس یا ساٹھ سال پہلے کسی کو آیا ہوتا تو آج یہ انڈوومنٹ فنڈ ڈیڑھ یا 2۔ارب روپے پر مشتمل ہوتا اور آج حکومت ڈھونڈتی پھرتی کہ اگر کسی غریب کے بچے میں talent ہے تو وہ آئے اور حکومت کے خرچ پر مفت تعلیم حاصل کرے۔کیا اب تک اس ملک یا صوبہ میں تعلیم کے مسائل حل نہ ہو چکے ہوتے؟

جناب سپیکر!حزب اختلاف کے دوست کہہ رہے ہیں کہ سکولوں کو پرائیویٹ کیا جا رہا ہے۔سکولز این جی اوز کو دیئے جا رہے ہیں۔ایسا نہیں ہے بلکہ یہ باقاعدہ ایک regulated policy ہے جس کے تحت پرائیویٹ پبلک پارٹنرشپ کی بنیاد پر سکولوں کی حالت کو بہتر کرنے کا پروگرام ہے۔میں یہ عرض کروں گا کہ اگر اس ایوان میں صحت مند، تعمیری اور مثبت بات کی جائے گی تو یقیناً وزیر اعلیٰ درکار وقت سے بھی زیادہ وقت دینے کو تیار ہیں لیکن اگر ان کی موجودگی میں یہاں پر دمادم مست قلندر ہی ہونا ہے، نعرے بازی ہونی ہے، بائیکاٹ ہونا ہے یا یہاں پر آکر آپ نے دھرنا دینا ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات مناسب نہیں ہے۔آج قائد حزب اختلاف نے جو باتیں کی ہیں ان سے متعلق ہماری کچھ reservations ہیں اور جواب دیئے جا سکتے ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم اختلاف رائے کو صرف برداشت نہیں بلکہ اس کا احترام کرنا چاہتے ہیں۔ہم اپوزیشن سے راہنمائی لینا چاہتے ہیں

اور اپوزیشن کے لوگوں کی دی ہوئی آراء سے راہنمائی لیتے ہوئے اس صوبے اور صوبے کے عوام کی بہتری کے لئے ہم کام کرنا چاہتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں ایک بات کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں۔ رانا ثناء اللہ خان تین چار دفعہ اس ایوان میں یہ کہہ چکے ہیں کہ ہم نے وعدہ کیا تھا کہ میاں محمد شہباز شریف سے ملاقات کریں گے جبکہ ہم نے کبھی اس طرح کا وعدہ نہیں کیا۔ ہمیں کسی نے نہ منع کیا، نہ کسی سے ہم نے اجازت لی اور نہ ہی ہمیں کسی سے اجازت لینے کی ضرورت ہے۔ گزارش صرف اتنی ہے کہ آپ دوسرے صوبوں سے پوچھ لیجئے۔ اگر سندھ یا خیبر پختونخوا میں مسلم لیگ (ن) کے لوگوں کو ترقیاتی کاموں میں بغیر ملاقاتیں کئے، بغیر درخواست کئے برابر کے فنڈز مل رہے ہیں تو وہی سلوک یہاں ہمارے ساتھ بھی ہونا چاہئے۔ آپ یہ شرط کیوں لگاتے ہیں کہ پہلے ہم وزیر اعلیٰ سے ملیں پھر فنڈز ملیں گے؟ ہم وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو سو دفعہ مل سکتے ہیں لیکن اس مقصد کے لئے ہم نہیں جائیں گے۔ ہم یہ نہیں کہیں گے کہ ہمیں بھی کوئی خیرات دے دیں کیونکہ یہ ایک مناسب طریق کار نہیں ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب آج یہاں پر تشریف لائے ہیں تو وہ کھڑے ہو کر across the board تمام ممبران اسمبلی کو ڈویلپمنٹ فنڈز دینے کا اعلان کریں۔ معزز ممبران کا خواہ کسی پارٹی سے تعلق ہو ان سب کے ساتھ یکساں سلوک کرنے کا انہیں اعلان کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں رانا ثناء اللہ خان کی پوری تقریر کا جواب نہیں دینا چاہتا کہ انہوں نے میرے پانچ کے مقابلے میں حکومت کی کارکردگی پر یہاں پر پندرہ منٹ تعلیم اور صحت کی خوبیاں گنوائی ہیں میں یہ عرض کروں گا کہ یہ pick and choose کر لینا، دانش سکول بنا لینا یا کچھ سکولوں کی حالت بہتر بنا لینا، اپنی جگہ پر بجا ہے۔ پنجاب کا ایک کروڑ بچہ ابھی سکولوں سے باہر ہے اور جاتی امرا سے صرف ڈیڑھ کلو میٹر کے فاصلے پر سلطانکے بوائز ہائی سکول ہے میاں محمد شہباز شریف ابھی چلے جائیں وہاں بچے دھوپ میں بیٹھے ہیں۔ وہاں سڑک ہے، چھت ہے اور نہ ہی کوئی اور چیز ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ قابل افسوس روّیہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کی سب باتیں انہوں نے سنی ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آج پھر وہ بھاگ گئے ہیں۔ میں نے تو آج بڑی معتدل باتیں کی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے جو فرمایا ہے تو میں انہیں سندھ کا ذمہ دار نہیں ٹھہراتا انہوں نے کہا ہے کہ خیبر پختونخوا میں برابر کا سلوک کیا جارہا ہے۔ خیبر پختونخوا میں اس بات کی commitment ہوئی یہ میرے ساتھ اس fact کو verify کرالیں یہ خیبر پختونخوا میں حزب اختلاف کے لوگوں کے ساتھ جو سلوک کر رہے ہیں اگر یہ خود اس بات کو تسلیم نہ کریں کہ خیبر پختونخوا کے مقابلے میں پنجاب میں ہم حزب اختلاف کے ساتھ ایک درجہ نہیں، دس درجے بہتر روّیہ رکھے ہوئے ہیں۔ میں بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں آپ کے سامنے facts رکھ لوں گا اور قائد حزب اختلاف اس کو دیکھ لیں۔

جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے جو مطالبہ کیا ہے میں آج بھی ان سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ کی لیڈرشپ کو آپ کے اوپر اعتماد ہونا چاہئے۔ ہم آپ سے یہ نہیں کہتے کہ آپ نے خیرات لینی ہے، آپ نے اپنا حق لینا ہے لیکن قائد حزب اختلاف کا قائد ایوان سے اس قدر اجتناب کرنا، اس قدر دُوری رکھنا کہ یہ اُن سے ملنے کے روادار ہی نہیں ہیں تو یہ بات مناسب نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بجٹ اجلاس آرہا ہے اُس میں حزب اختلاف اپنی تجاویز پیش کرے، تنقید بعد میں کرے اور قائد حزب اختلاف معزز ممبران حزب اختلاف کو لے کر جو معاملات یہاں ایوان میں کرنے کے ہیں وہ یہاں پر کریں اور اس میں کوئی مضایقہ نہیں ہے۔ ہم بھی حزب اختلاف میں رہے ہیں اور کبھی کوئی ایوان کے اندر ہمیں اپنے کردار کو ادا کرنے سے روک نہیں سکا تو اس لئے یہ اس قسم کو توڑیں۔ اگر ان کو اوپر سے کوئی خوف ہے تو اُس کی تھوڑی بہت اجازت لے لیں یا اُس کے متعلق معلوم کر لیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر تو وزیر اعلیٰ پنجاب یا وزیر قانون یہ خواہش کریں کہ حزب اختلاف کو ساتھ لے کر چلنا ہے تو انہیں بلائیں، انہیں دعوت دیں کہ آئیں ہمارے ساتھ بیٹھیں، ہمیں گائیڈ کریں، ہمیں assist کریں اور ہمیں proposals دیں تو welcome ہم اس پر ضرور سوچیں گے لیکن ایک چیز کہ ہم جا کر ان کی منتیں کریں کہ آپ ہمیں ترقیاتی فنڈز دیں تو یہ ہم نے تین سال پہلے کیا ہے اور نہ آئندہ کریں گے۔ یہ ان کی حسرت ہی رہے گی اور پھر ان کا مقابلہ میدانوں میں کریں گے۔

جناب سپیکر: ایسی بات نہیں ہے۔ آپ کی مہربانی۔ جی، ڈھلوں صاحب!

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آج آپ نے مجھے پنجاب پنشن فنڈ پر بات کرنے کا موقع دیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ 2012 سے لے کر 2016 تک جس طرح پنجاب پنشن فنڈ کی کمیٹی نے اس کو organize کیا اور اس کو ایک بہت مستحکم ادارہ بنانے کی کوشش کی اور اس میں 4۔ارب روپے کا اضافہ کیا اس کے ساتھ ساتھ اس کے اثاثوں میں بھی بہترین اضافہ ہوا۔ جب ہمارے پاس کوئی چیز ہو گی تو تب اُن کو دیں گے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل غلط بات ہے کہ کہا جائے کہ ہم اُن کو کچھ دینے کو تیار نہیں یا کچھ کرنے کو تیار نہیں۔ اس کی مثال تو ان کے سامنے ہے آپ دیکھیں کہ آج اُن کے اثاثے 30۔ارب روپے پر پہنچ گئے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر اُن کی بہتری کے لئے کیا ہو سکتا ہے۔ یہ وہ اثاثے ہیں کہ ہم جب چاہیں ان کو withdraw کر کے اُن کے حوالے کر سکتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے پنشن فنڈ کو organize کرنے کا بہترین کام کیا ہے تو میں اُس کی اس کاوش پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں یہاں پر یہ بات ضرور کہوں گا کہ آج میٹروبس میں بے شمار بے سہارا لوگ سفر کرتے ہیں، جس میں ایسے لوگ بھی سفر کرتے ہیں جن کی عمر 60 سال سے زیادہ ہے لیکن وہ میٹروبس میں مفت سفر کرتے ہیں۔ آج ہم میٹروبس کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں آج ہم اورنج لائن ٹرین کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: ڈھلوں صاحب! آپ پنشن فنڈ پر بات کریں۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! میں چند وہ باتیں کرنا چاہتا ہوں جن کا یہاں پر ذکر ہوا تو میں سمجھتا ہوں کہ آج اورنج لائن ٹرین کی مخالفت کرنے والے تب سے مخالفت کر رہے ہیں جب ہم نے اس ملک میں موٹروے بنائی۔ ہم نے جہاں پنجاب پنشن فنڈ کو organize کیا وہاں پر پنجاب میں واٹر سپلائی سکیمیں دیں، وہاں پر سیوریج سکیمیں دیں، وہاں پر ایجوکیٹرز بھرتی کئے، وہاں پر محکمہ پولیس کو مستحکم کیا۔ آج میں یہاں پر اپنے قائد میاں محمد نواز شریف کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے اس ملک سے دہشت گردی کا خاتمہ کرنے میں اہم کردار ادا کیا، جنہوں نے کراچی کی روشنیوں کو واپس لانے کے لئے ہر قسم کا کردار ادا کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے پاکستان کا نام دنیا بھر میں روشن کیا اور آج یہاں پر میں پاک فوج کے اُن جوانوں کو بھی سلام پیش کرتا ہوں، پولیس کے اُن جوانوں کو بھی سلام پیش کرتا ہوں جنہوں نے دہشت گردی کے خاتمے کے لئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے۔ میں ان کے لئے صرف اتنا ہی کہوں گا:

یہ ہاتھ کٹ بھی گئے تو تب بھی ترے علم کو نہ جھکنے دوں گا
اے پاک دھرتی میں تیرا بیٹا تیری حُرمت پہ کٹ مروں گا

جناب سپیکر: شاباش، شاباش، مہربانی۔ جناب طارق مسیح گل!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و مذہبی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! آج حزب اختلاف کی طرف سے قائد محترم میاں محمد شہباز شریف کو اس ایوان میں welcome کئے جانے پر ہم اس بات کا ثبوت سمجھتے ہیں کہ آج قائد حزب اختلاف نے جس بات کا اقرار کیا ہے اور حقیقت پر مبنی بات یہ ہے کہ آج حزب اختلاف کے پیٹ میں جو مروڑ اُٹھ رہے ہیں اُس مروڑ کا علاج ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف کے پاس ہے۔۔۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ Zero Hour ہے اگر اس میں بھی کورم پوائنٹ آؤٹ ہونا ہے تو پھر تو بات ختم ہو گئی تو پھر آپ اجلاس کو prorogue کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی ہو چکی، اب بات نہیں ہو سکتی۔ گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جی، افسوس کی بات ہے کہ زیر و آر شروع ہونے والا تھا اور انہوں نے کورم کی نشاندہی کر دی ہے۔ اب کورم تو پورا نہیں ہے لہٰذا اجلاس بروز جمعرات 26۔ مئی 2016 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔